

ماهنامه

شمس‌الام

بھیرہ
پنجاب

دیہ

ظہور حسن دہلوی

اعلیٰ حضرت و
محمد ذاکر نجوی فاضلہ مروتہ
بیکادگار
والہرقت خزانہ علم مقدسہ است بکین زبدۃ السارفین امام
منجانب

اراکین حزب الانصار بھیرہ پنجاب،

اغراض مبعثہ

- ۱، اندرونی و بیرونی حملوں سے اسلام کا تحفظ۔ تبلیغ و اشاعت اسلام
- ۲، اصلاح رسوم
- ۳، احیاء اشاعت علوم دینیہ

قواعد و ضوابط

- ۱، سالہ کی عام قیمت ڈیڑھ روپیہ سالانہ مقرر ہے۔ بذریعہ وی۔ پی پانچ آنے زیادہ خرچ ہوتے ہیں۔ جو صاحب پانچ روپے یا اس سے زیادہ رقم بغرض اعانت ارسال فرماویں گے وہ معاون خاص متصور ہوں گے۔ ایسے حضرات کے اسمائے گرامی شکر یہ کے ساتھ درج سالہ ہوتا کریں گے۔
- ۲، غریب و مفلس اشخاص اہم طلبہ کیلئے رعایتی قیمت سالانہ ایک روپیہ مقرر ہے۔
- ۳، ارکان حزب انصار کے نام سالہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ رکنیت کم از کم ہر ماہوار یا تین روپیہ سالانہ مقرر ہے۔
- ۴، نمونہ کا پرچہ تین آنے کے ٹکٹ ارسال کرنے پر بھیجا جاتا ہے مفت نہیں بھیجا جاتا۔
- ۵، سالہ ہر انگریزی ماہ کے پہلے عشر میں ڈاک میں ڈالا جاتا ہے۔ دیہات کے چٹھی رسالوں کی غفلت سے اکثر رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں۔ اس لئے جن صاحبان کو رسالہ نہ ملے وہ مہینہ کے اخیر میں اطلاع دی کریں۔ ورنہ دفتر ذمہ وار نہ ہوگا۔

جملہ خط و کتابت و تریل زر

بن
فیچر سالہ شمس السلام بھیرہ پنجاب، ہونی چاہیے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شمس الاحلام

بھیرہ بابت ماہ پنجاب

جلد ۶ جنوری ۱۳۵۵ء تا ۱۳۵۶ء

نمبر شمار	فہرست مضامین	نمبر
۱	شمس الاسلام نئی لٹرائیو کیساتھ طلوع ہوگا	۲
۲	جلسہ سالانہ حزب الانصار اور میرا قلبی تاثر	۶
۳	زائرین دیار حرم کی خدمت میں التماس	۹
۴	اسراف کی ہولناک تباہ کاریاں	۱۰
۵	نصرۃ الحدیث	۱۷
۶	تقدیس حضرت احمد مجتبیٰ رسول ربانی از طعن مرزا غلام احمد قادیانی	۲۵
۷	حزب الانصار کی پانچویں سالانہ کانفرنس	۳۰
۸	پنجاب کے آریہ متروں سے سوالات	۳۲
۹	حسن نظامی اور اس کے حواریوں کا مذہب	۳۳
۱۰	میرزائے قادیان اور معیار نبوت	۳۶
۱۱	باب الاستفسار	۳۸
۱۲	تشکر و امتنان	۳۸
۱۳	دارالعلوم غزنیہ کا درجہ	۳۹
۱۴	گلدستہ اخبار	۴۰

ہو نصیحت

شمس الاسلام نئی لمبائیوں کے ساتھ طلوع ہوگا

عزائم متعلق سال نو

عطا کریمے سبب کو محبت نوع انسان کی ہے۔ میرے دل کو گذار زندگی سے آشنا کرے۔
مزا در محبت کا محبت میں تڑپ کر لوں ہے۔ اسی در محبت کو محبت کی دعا کر دے
یہ زمانہ اخباری زمانہ ہے۔ پروپگنڈا کا وقت ہے۔ اس بناء پر یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ قوم کی اصلاح و
تربیت، اس کی ترقی و ترفع اور اسلام کی حمایت و حفاظت کا آسان ترین ذریعہ اخبارات و رسائل ہیں۔ جن قوموں
نے موجودہ زمانہ کے اس راز حیات کو سمجھ لیا ہے۔ اور جو باطل فرقے اس اصولی ترقی سے آشنا ہو گئے ہیں۔ ان کی
تمام طاقتیں اپنی اخباری آواز کو مضبوط بنانے میں صرف ہو رہی ہیں۔ اور ان کو سمجھتے پھرتے ہیں اپنی آنکھوں
سے دیکھ رہے ہیں۔

اس اصول موضوعہ کو سامنے رکھ کر اگر آپ اپنی قوم کی رہنمائی کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی فلاح و بہبود کا فرض
منصبی ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اس کو ترقی و تقدم کی راہ پر ڈال دینا چاہتے ہیں۔ اور اس کی رگوں میں حیات نو کی تازہ لہر
دوڑا دینا چاہتے ہیں۔ تو آپ کو اپنے اس جذبہ صادقہ کو بروئے کار لانے کے لئے اور اپنی آواز قوم تک پہنچانے
کے لئے لازمی طور پر اخبارات و رسائل سے کام لینا پڑے گا۔ پس جس قوم کے پاس جتنے اخبارات و رسائل
زیادہ ہوں گے۔ اور اس میں جتنا زیادہ اخباری کامیابی کا مادہ ہوگا۔ اس قوم کا مستقبل یقیناً اتنا ہی شاندار امیدوار اور
نتیجہ خیز ہوگا۔

اگر ہمارے ادیب مضمون نگار۔ ایڈیٹر اور ریڈراس اصول کو سامنے رکھ کر اپنی خداداد طاقتوں سے کام لیں
اور خلوص و ایثار کا ثبوت دیں تو بہت جلد قوم کا بڑا پار ہو سکتا ہے۔

مگر دنا تو یہ ہے کہ خلوص و ایثار اور خدمتِ دین کے جذبہ صحیحہ
اسلامی صحافت پر ایک نظر

خود غرضوں اور جاہ طلبوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ سوائے چند نامی گرامی ہستیوں اور اخبارات و رسائل کے کوئی
علم و ادب کی خدمت کا دعویٰ نہیں ہے۔ کوئی فلسفہ و شاعری کا خواستگار نہیں ہے۔ اور کسی کے پیش نظر محض جلب منفعت
ہے۔ ہر وہ شخص جو ہر طرف سے چھپ چھپ کر ذریعہ معاش اور قوتِ لامیت کے حاصل کرنے سے عاجز آ گیا ہو۔ اس کے
لئے آسان اور معزز ذریعہ معاش یہ ہے۔ کہ وہ کوئی اخبار یا رسالہ نکال لے۔ اور اگر وہ قلم کا دھنی ہے تو مسلمانوں
کے دماغوں پر اپنی قلمی حکومت کرے۔

صحافت کو ذریعہ معاش بنانا اور اخبار یا رسالہ کے ذریعہ دنیا کا نا کوئی میسج بات نہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کا دین اور دنیا دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ مگر دنیا تو یہ ہے۔ کہ اخبارات و رسائل کا اجراء محض اس لئے عمل میں آتا ہے۔ کہ ان کے ذریعہ دنیا کا کوئی جائے۔ حالانکہ اگر نیتوں میں خلوص ہو۔ اور دنیا کے ساتھ ساتھ دین بھی مد نظر ہو تو ان کے ذریعہ جہاں دنیا کا کوئی جائے۔ وہاں آخرت بھی بن سکتی ہے۔ مگر یہ لوگوں نے اس کو تجارتی چیز بنا لیا ہے۔ اور خلوص و ایثار سے کام کرنے والوں کا میدان نہایت ہی تنگ کر دیا ہے۔

شمس الاسلام کا اجراء کس لئے عمل میں آیا تھا؟ اس کو قارئین کرام رسالہ کے اغراض و مقاصد اور اس کے پنجہ سلمہ پیش نامہ عمل سے بخوبی

جانتے ہیں۔ اس نے اپنی سادہ کے مطابق اب تک جو کچھ کیا۔ اس کا آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ہم نے ہمیشہ رسمی بلند آہنگی۔ خود نمائی و خود ستائی اور لمبی چوڑی اسپیلوں سے کبھی کام نہیں لیا۔ کیونکہ ہم میدان صحافت میں کچھ کمانے کے لئے نہیں بلکہ سب کچھ کھونے کے لئے نکلے تھے۔ تاہم اگر اخراجات کی گراں باری سے کبھی مجبور ہو کر کوئی مختصر اپیل کی بھی تو وہ صدابصحا ثابت ہوئی۔ شاید اس لئے کہ ہم نے کبھی عریاں افسانے اور مخصوص طرز کے لطافت پائے شائع نہیں کئے۔ اور کتابوں کی تجارت کے بھروسہ پر چندہ میں کمی نہیں کی۔ بتلایئے وہ کیسے ارزاں پسند اور رنگین طبیعتوں کی توجہ کا مستحق ٹھہریا۔ البتہ جن لوگوں کے دلوں میں اسلامی درد تھا۔ اور جو ہمارے خلوص و ایثار کے قدردان تھے۔ انہوں نے اب تک شمس الاسلام کو موت سے بچائے رکھا۔ اور انشاء اللہ آئندہ بھی وہ اپنے اس علمی مجاہد کی خدمت و امداد سے پہلو تہی نہ کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ باوجود پنج سالہ خدمات کے تین سو سے زیادہ حشر دیا حاصل نہ کر سکا اور ہمیشہ گھائے پر چلتا رہا۔ چنانچہ آج بھی قرض کی گراں باری سے اس کی کمر ٹوٹی جا رہی ہے۔ مگر ہمارے حوصلے ہیں کہ پست ہونے میں نہیں آتے۔ اور نہ انشاء اللہ ہوں گے۔

نئے سال کی قارئین کو مبارکباد اس رام کہانی کے بعد ہم اپنے قارئین کو نئے سال کی مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ پاک

دارین میں فائز المرام و شاد کام کریں۔ آمین۔ اب یہ بھی سن لیجئے کہ ہم آئندہ کیلئے کیا عزائم رکھتے ہیں؟ ہم آپ کے خوش خبری سناتے ہیں کہ شمس الاسلام ہر سال نئی ترتیب نئی آہنگیوں۔ نئے ارادوں اور نئے انتظامات کے ساتھ شائع ہوا کرے گا۔ اب تک اس کے پیش نظر صرف فتنہ منرانیت اور شیعیت کی سرکوبی کرنا۔ ان کے باطل توہمات کی قطعی کھولنا۔ ان کی ملع سازوں کا عیسیم توڑنا۔ ان کی ابلہ فریبوں کا پردہ فاش کرنا اور ان کی مکملہ چینوں کا سدباب کرنا تھا۔ اور اس سلسلہ میں اس نے شاندار خدمات سر انجام دی ہیں۔ مگر اب ہم اس کا حلقہ عمل اور زیادہ وسیع کرنا چاہتے ہیں۔ انشاء اللہ اب اس کے پیش نظر مسلمانوں کی زندگی کے سیاسی اقتصادی اور معاشرتی پہلو بھی ہونگے۔ اور وہ گونا گوں دلچسپیوں اور دل فریب تنوع کے ساتھ افق صحافت پر طلوع ہوا کرے گا۔ وہ کفر و شرک کی ہزار کی دہر گراہی کو پیچہ م فنا دیگا۔ وہ قلوب ارجح

کی تیرگی کو اپنی احمقانگیوں سے منور کرنے کی کوشش کریگا۔ وہ ہر حالت اور ہر کیفیت کو جگاہ تنقید و کیسکا اور قوم کو مردع و ارتقا کی تمام راہیں سمجھائیگا۔

آئینہ عزم کے متعلق ہم نے یہ جو کچھ لکھا ہے۔ وہ محض اظہارِ عزیمت کے لئے ہے۔ ورنہ اس پیش نظر جو امتِ مسلمہ میں ان کو خدائے علام الغیوب ہی خوب جانتا ہے۔ وہ کہنے سے زیادہ کر کے دکھائیگا۔ اب اس کی پُر پرائی کا فرض ہے اور آپ۔ ہم اپنا کام کریں گے۔ آپ کا فرض جانے اور آپ۔

چندہ میں رعایت :- باوجود اس کے کہ وہ پانچ سال سے خسارہ میں رہا ہے۔ اور ہم اس کا سب کچھ اس پر نثار کر چکے اور فی ترتیب و انتظام کے لئے بہت بڑے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ خدا کے دوس پر اعتماد و بھروسہ کرتے ہوئے اعلان کرتے ہیں کہ آئینہ شمس الاسلام کا چندہ بجائے دو سو کے ڈیڑھ روپیہ دیکھو، کو دیا گیا ہے اس کے ساتھ ہی صفحات کا بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ علاوہ ازیں ہم وعدہ کرتے ہیں کہ اگر اسلامی دوس رکھنے والے مسلمانوں نے قدر وانی کی اور ہماری حوصلہ افزائی کا ثبوت دیا۔ تو ہم اس کے صفحات میں اضافہ کرتے جائیں گے۔ اور چندہ میں کمی حتیٰ کہ اس کا چندہ ایکٹ روپیہ اور صفحات ۷۰ ہو جائیں۔ مگر یہ سب کچھ قارئین کرام کی امداد و اعانت پر موقوف ہے۔ ورنہ ہمارے پاس کوئی قانون کا خزانہ نہیں۔ کہ اس میں سے نکال نکال کر خرچ کرتے رہیں۔ پس اس سے زیادہ ہم شمس الاسلام کے متعلق کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ اور نہ آپ کے سامنے اس کے اغراض و مقاصد لایا چڑا پر و کرام رکھنا چاہتے ہیں کہ وہ کن اغراض و مقاصد اور خوبیوں کا حامل ہوگا۔ یہ بات اس کی آئینہ زندگی مسئلہ ملے۔۔۔

انتہا آپ دیکھیں گے کہ وہ دن پہونچائی و پستیوں خوبیوں اور بصیرتوں کا منظر ہوگا۔ وعاذہ تعالیٰ

واللہ باللہ علیہ توکلت والہم العزیز صحت انصاری الی اللہ :-

ہے کوئی اللہ کا بندہ جو اس خدمتِ دین میں ہمارا ہاتھ بٹائے

یہ زمانہ مادہ پرستی اور سرمایہ داری کا ہے۔ دین و دنیا کا کوئی کام بھی بغیر سرمایہ کے نہیں چل سکتا۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ ہم جن مقاصد عظمیٰ کو لیکر آئے ہیں اور جو عینِ ام حیات مسلمانوں تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے کتنے سرمایہ کی ضرورت ہے جس کے بل بوتے پر خدا کا پیغام خدا کے بندوں تک پیغامِ مسلسل پہنچا رہے مگر آہ! ہم غریبوں کے پاس اتنا سرمایہ کہاں۔ اسی پر متنازعہ کہ شمس الاسلام کے سرپرست کسی سرمایہ دار کا ہاتھ ہے نہ حکومت کی خوش آمد و بجا پلوسی کی بددلی و سنہری مصلحتیں جو اس کے اخراجات کی کفیل ہوں۔ نہ اس میں جس دشمن کی عریان تصویریں اور دستاویزی ہو گئی۔ جو خود رنگین مزاجوں کو اپنی طرف کھینچ لیں۔ اہم نہ اس کا کوئی تجارتی سیلو ہی ہوگا کہ وہ وقت بول کی تجارت سے اپنے اخراجات پے کرے۔ لے دے کر اسے ایسے خدا لاری اسلام ہی کا سہارا ہے۔ جو اپنے بیٹوں میں تبلیغِ اسلام

کی تڑپ اور خدمتِ دین کا درد و احساس رکھتے ہوں۔

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

انسان جب اپنی غلط اور بے بنیاد قوت پر اعتماد کرتا ہے۔ تو پھر اُس کی نظروں سے خدا کی قدرت پنہاں

ہو جاتی ہے۔ اور جلدِ منفعت و کسبِ زر کے اندھے انسان کے تمام ارادے گوشہٴ نامرادی میں دفن ہو جاتے ہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ ہم کیا ہیں؟ کچھ نہیں۔ ہمیں اپنی کمزوریوں پر نظر ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم عصیانِ شعار ہیں۔ اور بے نیکیوں کمزوریوں اور خطا کاروں کا مجسمہ ہیں۔ مگر اُس پر غرور ہے۔ خلوصِ نیت کے ساتھ، اختیار و استقلال کا جذبہ صادقہ لئے ہوئے دین کی خدمت اور مسلمانوں کی سود و بہود کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ اسی کا کام ہے وہی کمیل کو پہنچانے کا۔ اس کا راسخ حقیقی اور قادرِ مطلق پر نظر ہے۔ وہ ربِّ بے نیاز جب کسی حقیر و کمزور کو نوازنا چاہتا ہے۔ تو پھر کسی استحقاق کی ضرورت نہیں۔ اس کی نظردلوں پر ہے۔ وہ نیتوں کو ٹٹولتا ہے۔ اور خدائے کیم کا راسخ کی نونہ نے عالی قوت ہمارے ارادوں اور نیتوں کو خوب جانتی ہے۔ ہمیں یقینِ کامل ہے کہ اگر ہماری نیتوں میں خلوص اور ارادوں میں استحکام ہے تو شمسِ اسلام تمام مشکلات پر غالب آکر عام خلعتِ قبولیت حاصل کر کے رہے گا۔ اور ایک حقیر آزاد مقبول ہو کر رہے گی۔

ہم اُن مسلمانوں سے پوچھنا چاہتے ہیں جو تبلیغِ دین اور احساسِ فرض کا سچا جذبہ اپنے سینوں میں رکھتے ہیں۔ جو دنیا میں بس لئے آئے ہیں کہ فخر و شوکر کی طاعونی طاقتوں اور شیطانی قوتوں کو پش پاش کر کے خدا کی حکومت قائم کریں اور جو اسلام کی حمایت و حفاظت میں اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر دینے کے خواہگار ہیں۔ کہ جہاں ہم رہا کہ وہ بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں وہاں آپ اپنے فرض سے غافل ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ کتنے مسلمان اللہ کے نام پر شمسِ اسلام کی امداد و توجہ کی طرف دستِ کمر بٹھاتے ہیں۔

ڈیڑھ روپیہ سال میں تبلیغِ اسلام کے لئے خرچ کر دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ بشرطیکہ آپ اپنے فرض کا احساس کریں۔ اگر یہ نہ ہو تو کچھ بھی نہیں نہ معلوم آپ کے کتنے ڈیڑھ روپے یا دوستوں کی خوشنودی میں خرچ ہو جاتے ہونگے کیا یہ ممکن نہیں کہ آپ ڈیڑھ روپے سے خدا کی خوشنودی اور جنتِ حشر لیں۔ اگر شمسِ اسلام کا ہر حشر دیر تہیہ کر لے۔ کہ وہ کم از کم دُعا و دعا ضرور دے گا۔ تو بس بڑا پار ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہماری یہ حقیر و ناچیز آواز مانگیاں جاتی ہے یا اثر کو بھی ساتھ لاتی ہے۔ کہیں بصد حسرت و یاس یہ نہ کہنا پڑے۔

میری نازِ جن زہ پڑھائی غیروں نے

مے تھے جن کے لئے وہ ہے وضو کرتے

خدا کے کہ اس طرف وہ پاک رُوحیں متوجہ ہوں جو نہ ہی فضا میں جلوہ فگن ہیں۔ ایسے قدر دانوں کی چھاؤں میں

ہم اپنے ارادوں میں کامیاب ہوں۔

کارِ حقیقی! ہم بے سروسامانی کے ساتھ تیرے بندوں کو تیرا پیغامِ مٹانے اور اُن کو تجھ سے

دوبستہ کرنے کے لئے میدانِ صحافت میں نکلے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم نہ ایمان محکم رکھتے ہیں۔ نہ حسنِ عمل کی پونجی۔ نہ طاعت و عبادت کا سرمایہ بلکہ ہم بدترین خلافی ہیں۔ اُن تیرے دین کی خدمت کی طرح اپنے سینوں میں ضرور رکھتے ہیں تیرے دین کا بول بالا کرنا چاہتے ہیں۔ اور فی من المنکر و امر معروف کا فرض ادا کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا ہماری نیکی و دل کو جوڑ دے۔ ہماری دروہری آواز کو سُن لے۔ ہماری پشت تباہی فرما اور ہمیں صحیح معنوں میں اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق دے۔ ربنا تقبل منا اللہ انت السميع العليم

جس لالہ حزبِ الا تمصار اور میرا قلبی تاثر اسلامی انجمنوں کیلئے ایک اسوہ حسنہ

(از مولانا سید نذیر الحق صاحب میٹھی)

میں اسلامی انجمنوں کے جلسوں میں بہت کم جایا کرتا ہوں جس کا تجربہ میرے احباب کو اچھی طرح ہے۔ کیونکہ میں نے جہاں تک مسلمانوں کی سچائی اور طوفانی زندگی کا مطالعہ کیا ہے۔ اور میں نے ان کے اعمال و افکار کا جائزہ لیا ہے اس نے مجھے اس نتیجہ پر پہنچا دیا ہے۔ کہ معزز و ممتاز جماعتوں اور آلِ انڈیا کانفرنسوں کو چھوڑ کر عام طور پر جو انجمنوں کے جلسے ہوتے ہیں۔ ان میں بہت حد تک اسراف و تبذیر ہوگا۔ آرائی اور چندہ طلبی کو دخل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کا پلیٹ فارم نام و نمود کے جھوکے، بے عمل، جاہل، بناوٹی اور شکم پرست واعظوں اور ایک کچھ اراکین کیلئے وقف ہو چکا ہے اور محض داعیِ تفسیر گاہ بن گیا ہے۔

ان کے پلیٹ فارم پر قرآنی مواظط و حکم اور حقیقی فضل و کمال کی کچھ پوچھ اور وقعت نہیں۔ بلکہ صرف نالِ سُر سے عمدہ عمدہ اشتعار اور لطیف سنانے والوں اور باتوں کو سُگانے والوں کی ضرورت ہے۔ جو لوگوں کو ہنسا ہنسا کر اچھپا جاتے ہیں۔ میں نے ایسے بے مغز اور جاہل واعظوں کی فاعطائے جھک ٹھک اور اداؤں پر بڑے بڑے عالی و مانعوں کو گرہن ہلاتے دیکھا ہے۔ صبحے کہ ایک جلسے میں ہمارے میرٹھ کے ایک مشہور واعظ کے وعظ کے بعد حضرت مولانا انور شاہ صاحب کا رنگ بھی نہیں جھٹھا۔ پھر اور کسی کی تو کیا گفتی ہے۔ بیچائے اراکین جلسہ عوام اناس کے سامنے بے بس ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہیں سے چندہ لینا ہوتا ہے۔ لہذا عوام اناس کے خفاق کے مطابق واعظوں کے لئے سارا پروگرام توڑ کر رکھ دیا جاتا ہے۔

میرا خیال ہے کہ اگر اب بھی اصلاحِ حال کی کوشش نہ کی گئی۔ اور مسلم پلیٹ فارم پر حقیقی ناٹھان رسول کی قد نہ ہوئی تو آج کل کی علمی توہین کی سزا میں ساری مسلم قوم ہمو و لب اور داعی عیاشی میں سنہک ہو کر حقیقی اسلام سے بہت دور اور قطعی نا آشنا ہو جائیگی۔ عمل کی رہی ہستی قوت بھی فنا ہو جائیگی اور لوگ قرآن و حدیث کے نام سے کانوں پر ہاتھ رکھنے لگیں گے۔

باوجود ان جذبات و خیالات کے مجھے حضرت مولانا ظہور احمد صاحب امیر جماعت حزب الانصار کی دعوت کو قبول کرنا ہی پڑا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ آپ خلوص و ایثار کا پیکر، حقیقی بغض شناس ملت، مجاہد حق اور فہم و بصیرت کے مالک ہیں۔ اور آپ نہایت انہماک کے ساتھ دین کی خدمت ایک اعلیٰ پیمانہ پر کر رہے ہیں۔ میرے دل میں آپ کے بے انتہا عزت و وقعت ہے جس لحاظ سے کہ جن کام یہ تھا کہ حکومت کی چابکدوشی اور خوش آمد کے مرے اور دیگر مناصب حاصل کرتے، کوئی خطاب پاتے، انعام و قوالی کی مجلسیں گرم کرتے۔ دعاؤں اور وظیفوں کا جال پھیلاتے اور مریدوں کی کمائی پر خوب کچھرے اڑاتے۔ انہوں نے خدمتِ ملت کا راستہ اختیار کر کے دنیوی جاہ و منزلت اور عیش و آرام پر لات مار دی۔ آج اسلام اور مسلمانوں کو ایسے ہی حق اسکاہ مشائخ کی ضرورت ہے۔ جو اپنے خداداد اثر و رسوخ سے کام لیکر اسبابِ زینت و راحت کو ترک کر کے ملت کی پشتیبانی کا فرض منصبی سرانجام دیں۔ مسلمانانِ تہجد کو فخر کرنا چاہیے۔ کہ ایک مردِ مجاہد و روحانی قوت اور ذاتی و خانہ دانی وجاہت کے بل پر موقوف نہ اپنی خداداد صلاحیتوں سے حقیقی کام لے رہا ہے۔

میں یہ دیکھ کر سخت متعجب ہوا اور بہت واسطقلال کی یہ شان دیکھ کر سر دھنسنے لگا۔ کہ وہ پانچ سال سے رسالہ شمس الاسلام اور ایک مدرسہ کے ذریعہ خدمتِ دین کر رہے ہیں۔ ایسی حالت میں کہ رسالہ کے تین سو سے زیادہ حزمہ دار نہ ہو سکے اور ناقد شناس قوم نے مدرسہ کی امداد میں بھی کوئی نمایاں حصہ نہیں لیا۔ غالباً تین سو روپے ماہوار کے خرچ کا بار تھا آپ ہی کے کندھوں پر ہے۔ غرض یہی شخصیت تھی جس کی حق پرستی مجھے کشاں کشاں حزب الانصار کے سالانہ جلسہ میں لیگنی۔

جلسہ گاہ کا قدوسی منظر | جلسہ کا انتظام بھیرہ کی شاہی جامع مسجد میں تھا۔ جس کا وسیع صحن اور خوش نما منظر قلوب و ارواح کو مسح کر رہا تھا۔ جلسہ گاہ کا انتخاب واقعی قابلِ داد تھا۔ اس مناسبت سے کہ مسجد ہی ہے۔ جہاں سے اسلامی غلٹ و اقدار کا آفتاب طلوع ہوا تھا۔ اور اب اگر دوبارہ طلوع ہوگا تو ہمیں سے یہی مسجد تو ہے جس کے بوریائشینوں نے فرامین و ممانروہ کی سلطنتوں کا تختہ الٹ دیا تھا۔ مسجد ہی سے مسلمانوں کو وہ طاقت و اقتدار اور پرچم جہاں کشائی ملا تھا جس کے سامنے قیام و اکاسرہ سرنگوں ہو گئے۔

اس پر ذہنیت کی پاکیزگی اور اسلامی سادگی قدم قدم پر دعوتِ عبر و بصیرت دے رہی تھی۔ یعنی جلسہ گاہ ظاہری نمائش اور اسراف و تبذیر سے بالکل پاک تھا۔ گویا اللہ کے گھر کو اس کی قدوسی شان میں ہی رہنے دیا گیا تھا۔ اور اس کو نمائشی زیب و زینت کی بے باکانہ جرأت نہیں کی گئی تھی۔

حاضرین کی تعداد | غالباً یہ حضرت مولانا ظہور احمد صاحب کی الہیت اور خلوص کا اثر تھا کہ باوجود مخالف نہ پر و پیگند کے حاضرین کی تعداد ہرشت میں دس ہزار سے کم نہیں رہی۔ دیہات سے آنے والوں کیلئے کھانے کا انتظام انجمن کی طرف سے نہایت عمدہ پیمانہ پر بہت۔

ماشاء اللہ مقررین و وائٹین کا انتخاب خوب تھا۔ قریب قریب دعوت میں سب کے سب پنجاب کے مشہور اور مائت بزرگان ملت تھے جن کی سیانفسی اور جادو سیانی زبان زوجہ لائق ہے۔ پھر تقریریں بھی نہایت موزوں، مناسب اور ایک سے ایک بڑھ چڑھ کر ہوئیں۔ جو مسلمانوں کی دینی زندگی کے تمام پہلوؤں پر حاوی تھیں۔ جنہوں نے قلوب و ارواح میں حیات نو کی ایک لہر دوڑادی۔

اراکین اور والٹپیوں کی حسن کارکردگی

اگر اراکین انجمن چاہتے تو پچھلے سالانہ جلسہ پر فساد کو بد نظر رکھتے ہوئے حکومت سے پولیس کا انتظام کرا لیتے۔ مگر ان کی دینی و قومی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا۔ کہ مسلمانوں کے قمارچی کے محافظ و نگہبان پولیس والے ہوں۔ اقبہ حکومت کی طرف سے انتظام ضرور تھا اور یہ اس کا فرض منصبی تھا۔ انجمن کے والٹپیوں نے جس حسن فحشی کے ساتھ ایک اجتماع عظیم کو قابو میں رکھا۔ یہ انہی کا کام تھا۔ ہزاروں دیہاتی مسلمانوں کی لاشیوں کو بیک کر اس پر ایک نمبر لگا کر لاشی والے کو دینا اور ایک لاشی پر لگانا پھر لاشی والوں کی لاشیوں کو واپس دینا اور اس انتظام میں کچھ گڑبڑ نہ ہونا منتظمین کے حسن تدبیر اور عالی ہمتی کی دلیل تھی۔ شاید سالانہ جلسوں میں یہ ایک نئی قسم کا انتظام تھا جن نے ثابت کر دیا۔ کہ مسلمان نوجوانوں سے سپاہیانہ جوہر اوجھ کرانی و جہان بینی کا مادہ کلیتہً فنا نہیں ہوا۔ انحضرت کی ہر بات اور انتظام سے اراکین کی پاکیزہ ذہنیت خدا داد قابلیت، اسلامی سادگی، اور نفاست ظاہر ہوتی تھی۔ کہا جاسکتا ہے کہ جلسہ ہر پہلو سے نہایت کامیاب اور نتیجہ خیز ثابت ہوا۔

ایک بچہ قبیح اور قابل تقلید نمونہ

مذکورہ بالا امور کے علاوہ ایک بات نے مجھے بے حد متاثر کیا۔ وہ یہ تھی کہ جلسہ کی صدارت خان بہادر سرور اور رئیسوں کو دے کر جلسہ کو نمائش گاہ اور غریبوں کے اسلام کو ذلیل نہیں کیا گیا۔ یعنی جلسہ کی صدارت کے فرائض بلا تکلف اور بیباختگی سے خود حضرت مولانا طاہور احمد صاحب نے سنبھال لیے۔ جلسہ کی یہ خصوصیت اس قابل تھی کہ تمام اسلامی انجمنیں اس ذوق سلیم کا ثبوت دیں۔ عموماً جلسوں کی صدارتیں بڑے بڑے خان بہادروں، سرور، رئیسوں اور جاگیرداروں کو دی جایا کرتی ہیں۔ تاکہ ان کے اثر و رسوخ سے چندہ زیادہ ہو اور ان کی وجاہت سے غریب اسلام کو غرت لے لے کر مسرحت اور نمائش سے حزب الانصار کے جلسہ کو پاک و دیکھ کر مجھے بے انتہا روحانی مسرت حاصل ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ پاک اراکین حزب الانصار کو بیش از پیش اسوہ حسنہ کی پابندی کی توفیق ارزانی فرمائیں۔

زائرین دیارِ حرم کی خدمت میں التماس

رَبِّ الْعَالَمِينَ کے دربار اور شہِ لولاک کے مقدس آستانہ پر حاضری کا شرف حاصل کرنے والو! دیارِ حبیب کے ساکنین کی تباہ حالی کو بحشمِ خود مشاہدہ کرو۔ کیا آپ کی غیرت یہ گوارا کر سکتی ہے کہ آپ کا روپیہ یورپین کمپنیوں کے پاس پیٹرول ولازیوں کے ذریعہ ایسی حالت میں پہنچے جبکہ وادیِ غیرتِ ذریعہ کے رہنے والے ایک ایک حبیبِ اکرم کے جوارین کی خدمت حاصل کرنا محبِ زمیں کا مقاطعہ اونٹوں کے کر کے سے غریب مدد کرو۔

صلی اللہ علیہ وسلم
رہنے والوں کا شرف

چاہتے ہو تو

موٹر ولازی کر دو۔ اور

ذریعہ سفر اپنے روپیہ

عربوں کی اس طرح

آپ کے ذریعہ

بادیہ نشینوں

کے

عرب کے

کے

صدقہ قطر
زکوٰۃ و صدقات کا بہترین مصرف یہی ہو سکتا ہے کہ آپ ایسی رقوم جمع کر کے دارالعلوم غزنیہ اور دارالمبائین کیلئے ناظمِ حزب انصار بھیرہ کے نام بذریعہ مینی آرڈر ارسال فرما دیا کریں۔
دارالمبائین کیلئے اہم اپیل
صفحہ ۹ پر ملاحظہ فرمائیے۔

کوئی جھٹکا۔ ان کے بھوکے بچے پیٹ بھر کر روٹی کھائیں گے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہونگے۔ اور بدگاہِ رب العزت آپ کو اس کا ذخیرہ کا اجر ملے گا۔

اسلامی انجمنوں کو چاہیے کہ میری اس تحریک کا ذخیرہ مقدم کریں۔ اور ہر جگہ وہ مقام پر حجاج کو اس طرف توجہ دلائی جائے اور اس کے متعلق اطلاعات طبع کرنا کر تقسیم کئے جائیں۔

ظہور احمد بھوی کان ائٹلہ۔ امیر حزب انصار بھیرہ

اسراف کی ہولناک تباہ کاریاں

مسلمان کیوں مفلس و قلاش ہیں؟

(از مولانا ذریعہ الحق صاحب قادری)

مسلمانوں کی تمام بختیوں، کمزوریوں، مذلتوں، رسوائیوں اور تباہیوں کا واحد سبب یہ ہے کہ وہ اپنے مقدس مذہب اسلام اور بہترین خداوندی ضابطہ حیات و دستورِ عمل کے مطابق زندگی بسر کرنا نہیں جانتے۔ وہ اپنے مسلمان ہونے کا قوطیے زور سے ادعا کرتے ہیں۔ اس پر غرور و تعسلی کا اظہار کرتے ہوئے ایک دوسرے کو دن و رات کافری بناتے رہتے ہیں۔ لیکن جہاں تک عملی زندگی کا تعلق ہے۔ اس پر شاید ہی کوئی اللہ کا بندہ پوچھ اُترے۔ جہاں تک عملی مسلمان ہونے کا ثبوت تو یہ تھا کہ ہم قدم قدم پر مسلمان نظر آتے۔ اور ہمارے تمام اعمال و افکار کی بنیاد اسلامی تعلیمات پر ہوتی۔ لیکن آہ! ہم میں کس قدر فساد پیدا ہو چکا ہے۔ حالات انسانی، کمالات فطرت انسانی اور عملی زندگی کا کونسا ایسا پہلو ہے جس میں ہم حضور کے درس کو نہ بھول چکے ہیں۔

خائے بے حال! یہ کیسی جگر خراش حقیقت ہے۔ کہ وہ مذہب اور وہ آقا جس نے عرب کے اکہڑ اور وحشی انسانوں کو پستی و گنہامی سے نکال کر بلندی پر پہنچایا تھا۔ آج اُس کے پیرو اور امتی نہایت ہی گری ہوئی حالت میں ہیں۔ ایک طرف اُنہیں کے محکم میں تو دوسری طرف ہندوؤں کے دستِ نگر اور مقررہ ہیں۔ ان کی جبینِ نیاز ہے اور ہندو ساہوکار کی چوکت۔ اور ان کی ناکوں میں قرض و سود کی بھیلیں ہیں۔ اور عدالتوں کی ذلت آفرین جکڑ بن دیاں۔

جانتے بھی ہو یہ حالت کیوں ہے؟ محض اس لئے کہ ہم نے خاص کر تمدن و معاشرت میں قرآنی قوانین اور حضور علیہ السلام کی تعلیم کو بالکل بھلا دیا۔ اعتقادات و عبادات میں تو ابھی اسلام کا کچھ نہ کچھ عمل ہے لیکن تمدن و معاشرت کے مرحلے پر پہنچ کر تو گویا مسلمانوں نے اسلام کو جواب ہی دے دیا۔ اگر آبائی تقلید کے حامی۔ رسم و رواج کے ولدا رہ۔ نام و نمود کے بھوکے۔ برادری کی ناک کے پجاری غریب میں امیرانہ ٹھاکر رکھنے والے اور فضول خرچ جماعت کے سیتے مسلمان اپنے مذہب و واقفیت رکھتے بجائے رسم و رواج کے تباہ شریعت کو لازم سمجھتے۔ اسلامی سادہ زندگی سے واقف ہوتے اور اسلامی تعلیمات کی روشنی حد اعتدال پر قائم رہنا جانتے تو یقیناً آج مسلمانوں کی مفلسی اور قلاشی کا یوں مرثیہ نہ پڑھا جاتا۔ ان فرض جب مسلمانوں کی تمام برادریوں کا سبب یہ ہے کہ ان کی اکثریت اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں۔ اسی اصول کے تحت اُن کی مفلسی اور قلاشی کا باعث دو چیزیں ہیں۔ رسم و رواج کی پابندی اور فضول خرچی۔ آج کی صحبت میں میں صرف فضول خرچی کی نسبت عرض کرنا

چاہتا ہوں۔

اسلام خوشحالی اور فارغ البالی کا ابرحمت ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے یہ معلوم کر لیجئے کہ اسلام نے اعتدال اور میانہ روی پر حد سے زیادہ زور دیا ہے۔ اپنی ہر تعلیم میں اس کو ملحوظ رکھتا ہے اور دین و دنیا کے عمل میں صحیح توازن قائم کیا ہے۔ بعض مغربین نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ ہم جو پانچ وقت کی نمازوں میں اپنے خدا سے صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی دعا مانگتے ہیں۔ اس سے مراد راہِ اعتدال ہے۔ مختصر یہ کہ اسلام دین اور دنیا کے ہر معاملہ میں اعتدال ملحوظ رکھنے کی تاکید و ہدایت کرتا ہے۔ پس اس لحاظ سے اسلام کیا ہے؟ امن و سلامتی کا راستہ۔ دینی و دنیوی ترقی کا ضمانت نامہ اور خوش حالی و طبع البالی کا ابرحمت۔ اب اگر مسلمانوں کی معاشرت اور ان کی آمدنی و خرچ ہن اصول کے ماتحت ہے تو وہ کبھی مالی مشکلات میں گرفتار نہیں ہو سکتا مگر دنیا تو یہی ہے کہ بلا مبالغہ نوے فیصدی مسلمان اسراف کی مہلک بیماری میں مبتلا ہیں وہ کمانا تو کسی قدر جانتے ہیں۔ مگر خرچ کرنے کا سلیقہ نہیں رکھتے۔ ظاہر ہے کہ ایسے کوتاہ اندیش فضول خرچ انسانوں سے دولت کو سخت نفرت ہے۔ وہ ایسے عقل و خرد باختہ لوگوں کو اپنا ساتھ بھی دکھانا نہیں چاہتی۔ اب خدا را دنا متوجہ ہو کر یہ سن لیجئے کہ اسراف کسے کہتے ہیں۔ اور وہ کبھی تباہیوں اور ذلتوں کا پیش خیمہ ہے۔

اسراف کے معنی:۔ اسراف ضرورت سے زیادہ اور بجا صرف کرنے کو کہتے ہیں۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ اول یہ کہ عام ضروریاتِ زندگی میں ضرورت سے زیادہ روپیہ صرف کیا جائے۔ یعنی جو ضرورت ایک آدمی میں پوری ہوتی ہے۔ اس پر بلاوجہ محض نام و نمود اور اپنی پوزیشن قائم رکھنے کے لئے چھپے پیسے یا دو آنے خرچ کئے جائیں ایسے فضول خرچ شخص کے پاس دولت کبھی جمع نہیں ہو سکتی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ محض تفریحات مثلاً سنیا و تھلیٹ بازی، مرغ بازی، منڈھا بازی وغیرہ مضرت رسان افعال مثلاً زنا کاری، شراب خواری وغیرہ اور بجا رسوم میں اندھا دھند روپیہ خرچ کیا جائے یا پہلی صورت چنداں محبوب تو نہیں لیکن تباہ کن ضرور ہے دوسری صورت تو حد سے زیادہ حیوب اور مذہب و اخلاق سوز ہے۔ یہ دوسری صورت نہ صرف دولت کا تباہی کرتی ہے۔ بلکہ صحت و اخلاق کی جڑوں پر بھی کلہاڑا چلاتی ہے۔ اور خسر الدنیا و الآخرہ کا مصداق بناتی ہے۔

یہ دونوں صورتیں مسلمانوں میں پوری ہر لٹاک تباہیوں کے ساتھ موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے گھروں میں سخت بربادی و تخریب کی حالت۔ سود کی ذلت اور مفلسی و فلاسٹی کی وحشت نے اپنا بستر جمایا ہے جس کو دیکھو مفلکی کے ہاتھوں نالوں ہے جس گھر میں نظر دوڑاؤ۔ چوتھے قلا بازیاں کھا رہے ہیں۔ مگر مسلمان ہیں کہ انہیں جنبہ جنبہ محل محبت بنے ہوئے گھر بھونک تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ اگر کوئی ہمدردی کرے اور سمجھائے۔ تو روٹنے مارنے کو تیار۔

اے واہ اے واجد علی شاہ کے مکتلہ و! کیا کہنے ہیں تمہاری طرہ بازخانی کے۔ آمدنی تو ہے تیس

روپے ماہوار اور خرچ ہے پچاس روپے ماہوار۔ اے بھئی یہ بیس روپے جو آمدنی سے زیادہ خرچ ہو جاتے ہیں

کہاں سے آئیں گے؟ جواب ملتا ہے۔ اللہ سلامت رکھے سیٹھ کروڑی مل کو اور ساتھ ہی اس کی بیویوں اور بھیلیوں کو۔ اچھا جناب آپ ہی سلامت رہیں۔ اور آپ کے سیٹھ کروڑی مل بھی مگر دکان کھول کر اسراف کا انجام سن لو۔ پھر جو جی چاہے سو کرنا۔

اسراف کا انجام

کسی چیز کا اچھا یا بُرا ہونا اس کے نتیجہ پر موقوف ہوتا ہے مگر اس کا نتیجہ اچھا ہو تو وہ اچھا ہے اور اگر اس کا نتیجہ بُرا ہے تو لائق وہ بُرا ہے۔ سو دُنیا جانتی ہے کہ فضول خرچی اور حد سے زیادہ بڑھے ہوئے اخراجات کا لازمی اور غیر منفک نتیجہ افلاس اور ناداری ہوتا ہے۔ فضول خرچ اگر قارون بھی ہوں۔ تو بہت جلد محسوس ہو جاتے ہیں۔ اور پھر انہیں اپنی ضروریات زندگی پورا کرنے کے لئے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پڑتے ہیں۔ اور ساہوکاروں کو جھک جھک کر سلام کرنے پڑتے ہیں۔ کیا یہ نتیجہ ہم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ رہے ہیں۔ کہ مفلسی نے مسلمانوں کا کچھ مگر حال دیا ہے۔ پھر اس مفلسی کی ذلت آفرینیاں اور مذہب و اخلاق سوزیاں ہیں کہ بیاہ شادیوں میں رنڈیاں بچلنے والے بھانڈوں کی خوش گپیوں کے دلدادہ اور پلاؤ نہرے کی دگیں گرم کرنے والے چار چار آؤں میں عدالتوں کے اندر جھوٹا قرآن اٹھا کر شیطان کے سر پر اپنی بے دینی کا پتھر پھینچ مارتے ہیں۔ یا تو آمدنی سے زیادہ خرچ کرنے والوں کو جب مذہب و اخلاق کی زنجیریں توڑنے کے بعد قرض بھی نہیں ملتا۔ تو قریباً نہ کرتا۔ بچوں کا پیٹ بھرنے اور سینما دیکھنے کے لئے چوریاں کرتے ہیں۔ ڈاکے مارتے ہیں۔

جھوٹی گواہیاں دیتے ہیں۔ اور طرح طرح کے دھوکے اور فریب سے کام لیتے ہیں۔ اگر یقین نہیں تو جیسے خانوں میں جا کر دیکھ لو۔ انہیں مسلمانوں سے بھرے پڑے ہیں۔ پھر نہ کہتے ہمیں خبر نہ ہوئی۔ کہیں جناب! اب تو سنی کھری کھری باتیں؟ کہو اب بھی کچھ شرم آئی یا نہیں؟ اوکیا اب بھی عبرت حاصل کر کے میاں نہ روی اختیار نہ کرو گے؟ اگر خدا نخواستہ فضول خرچ اب بھی گل محمد بنے ہے تو بھیا سچی بات ہے ہمیں ان زندوں کی نماز جنازہ پڑھنی پڑیگی۔ فباہی حدیث بعد کا بومنون :

قویں اکثر اسراف کی وجہ سے پست ہوتی ہیں | بیشتر اقوام باہم ترقی پر پھپکرت ہوئی ہیں پس مسلمانوں کی پستی۔ درماندگی۔ اور اقتصادی بد حالی کا واحد سبب ان کی فضول خرچی ہے۔ اگر وہ بیجا خرچ کرنا ترک کر دیں۔ اور باہم و مہمی کے تمام امور کو شریعت کی روشنی میں لے آئیں۔ تو وہ فرشِ ذلت سے اٹھ کر آسمانِ رفعت پر آفتاب بن کر چمک سکتے ہیں۔

اقوام و افراد کیلئے اقتصاد اور میاں نہ روی ایک بہت بڑی برکت ہے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمان اسی زینِ اصول پر عاقل تھے۔ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں اعتدال اور میاں نہ روی ہی کو ملحوظ رکھتے تھے۔ باوجود اس کے کہ ان کو قیصر و کسریٰ کی بادشاہتیں اور قارون کی دولتیں میسر تھیں۔ دولت و ثروت ان کی

ادنیٰ کمینہ تھی۔ اور کائناتِ ارضی و سماوی کی گنجیاں اُن کے ہاتھ میں تھیں بسکین وہ سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ مٹھا جھوٹا کھاتے اور سادہ لباس پہنتے۔ اس سادہ زندگی نے اُن میں سپاہیانہ جوہرِ قدرت پیدا کر دیے تھے۔ وہ تن آسان اور راحت طلب نہ تھے۔ جیسی تو وہ ایک فولادی جماعت تھے۔ کہ جو اُن سے ٹکراتا تھا پاش پاش ہو جاتا تھا۔ آج فضولِ خرچی اور امیرانہ ٹھٹھا نے ہمیں بڑول۔ ڈرپوک تن آسان۔ آرام طلب۔ عہدی اور کھانا بنادیا ہے۔ اور ہماری تمام قومی خصوصیات اور سپاہیانہ جوہر فنا ہو گئے۔ اور ابھی معلوم نہیں کہ اسراف کے ہاتھوں ہماری کیا حالت ہوگی۔

فضول خرچ اور قرآن کا فرمان | قرآن حکیم نے اس خطرناک اور تباہ کن بیماری کو متعدد دلنشین عنوانوں اور مختلف الفاظ میں ممنوع قرار دیا

ہے۔ اور اس سے بچتے رہنے کی حد سے زیادہ تاکید کی ہے۔ ارشادِ باری ہے :-

كُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا
اِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا اِخْوَانَ الشَّيْطَانِ
اِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ

ان آیات کو غور سے پڑھیے اور دیکھیے کہ خدائے بزرگ و بڑے بیجا صرف کرنے والوں کو دوسری ہیئت میں شیطان کا بھائی فرمایا ہے۔ اس تہدید کو سن کر فضولِ خرچوں کو لرز جانا چاہیے۔ اور اگر وہ اپنے دل کی گہرائیوں میں ایمان کا کوئی ذرہ رکھتے ہیں۔ تو اُن کو شرم و ندامت کے سمندر میں غرق ہو جانا چاہیے۔ تعجب اور حیرانی ہے۔ کہ جس قوم کو اس قدر انتباہ کر دیا گیا تھا۔ اس کو کس چیز نے اسراف کے کیڑے میں دھنسا دیا۔ اور وہ قوم کو بیکر مجلس و قلاش ہو گئی؟ اس کا جواب یہی ہو گا کہ اس قوم کے سینے خوفِ خدا سے خالی ہو گئے۔ اور اُس نے خدا کی نافرمانی پر کمر بستہ کس کرنا دھلی۔ ورنہ سچا اور خدا کا فرمانبردار مسلمان بشریت کے تقاضے سے اور گناہوں کا ارتکاب کر سکتا ہے۔ مگر فضولِ خرچی کر کے شیطان کا بھائی نہیں بن سکتا۔ یہ تو تم نے سن لیا کہ اللہ پاک نے فضولِ خرچوں کو شیطان کا بھائی بتلایا ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ میانہ روی اختیار کرنے والوں کو کونسا مغرر لقب دیا ہے :-

میانہ روی اختیار کرنیوالے عباد الرحمن ہیں | اللہ پاک ایک مقام پر فرماتے ہیں عباد الرحمن

یعنی خدا کے نیک بندے وہ ہیں جو خرچ کی وقت اختیار کرنے والوں کو "عباد الرحمن" کا بہترین دستِ نز لقب عطا فرمایا ہے۔

اسی میانہ روی کو خدائے قدوس نے سورہٴ نسی اسرائیل میں ایک نہایت ہی دلنشین استعارہ کی صورت میں یوں بیان فرمایا ہے :-

وَلَا يَجْعَلْ يَدَكَ إِلَى غُفْلِكَ وَلَا
تَبْسُطْهَا إِلَى الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا
خَسِرًا ج.

اپنے ہاتھ کو اپنی گردن سے نہ باندھ رکھو اور نہ
بہت زیادہ دیر کرو کہیں یہاں نہ ہو کہ تم اس کے بعد
لامت نوحہ اور بے دست دبا ہو کر بیٹھ جاؤ۔

یعنی نہ تو اتنے کنجس بنو کہ جائز ضروریات میں بھی روپیہ صرف نہ کرو۔ بنیوں کی طرح ایک سڑی
دھوتی اور اس کی دال پر گزارہ کرنے لگو سادہ خرچ کرنے میں ایسے بن جاؤ۔ کہ گویا ہاتھ ہی بندھے
ہوئے ہیں خرچ کرنا جانتے ہی نہیں۔ اور نہ ایسے فضول خرچ بنو کہ لگو دولت میں آگ لگانے۔ فلس
کجواب سینے جارہے ہیں۔ اور بلاؤ زردے اڑ رہے ہیں۔ یاد رکھو کہ اگر تم فضول خرچ بنو گے
تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم بہت جلد مفلس و بے نوا ہو جاؤ گے۔

آہ! ہمارے خدائے تو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے ہمیں فضول خرچی کے ہولناک انجام
سے ڈرا دیا تھا۔ مگر اس کا کیا علاج کہ ہم نے تنبیہ خداوندی کی پرواہ نہ کی۔ اور اپنی قبریں آپ کھودنے لگے۔
شاکش شیو! اسی کا نام مسلمانی اور عقلمندی ہے۔ کہو اب بھی کچھ سمجھے۔ اے مسلمان سمجھنا و سمجھا کر
خاک تھا۔ یاروں کو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے۔ یہ مولوی لوگ ہزار ہمیں قرآن کی آیتیں پڑھ پڑھ
کر سناتے رہیں۔ مگر ہم اپنے لڑکے کی شادی میں زیندیاں ضرور پچوائیں گے۔ اللہ رکھے جھوٹے لڑکے کے خفقان
میں براہدی کو کھانا ضرور کھلائیں گے۔ بھلا یہ دن روز روز آیا کرتے ہیں۔ رہی بچاری شریعت۔ اس کی تو
اس زمانہ میں سنتا ہی کون ہے۔ بولوبے شری۔ براہدی کی جاکڑ بندہ اور رسوں کی پابندی کی ہے۔

جی جانتا ہے کہ ایسے رسمی مسلمانوں اور خدا کے خداؤں کو ایک بوری میں لپیٹ کر دریا برد کر
دیا جائے مگر بھیٹا انگریزی عملداری ہے جس کو مت نے سب کو آزاد دی ہے رکھی ہے چاہے کوئی مسخو
مراقی نبوت کی گدی پر بیٹھ کر مذہب کا نادر شاہی قتل عام شروع کر دے کوئی آنکھ بھی نہیں بلا سکتا۔ اس
جی کو سمجھا لیا جاتا ہے کہ چلو جی فضول خرچوں کو ایک نہ ایک ہوش آ ہی جائیگی۔ اگر جیل کی کوٹھڑی میں
نہ سہی تو قبر میں آنکھیں کھل جائیں گی۔ پھر ہم نے کیوں خواہ مخواہ ان عربوں کے کان کھائے۔
لیجئے ہاتھ آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ آخر ہماری قوم کے قوتے فیصدی افراد اس ملک ہمای
میں کیسے گرفتار ہو گئے؟ و سنو۔

انگریزی تملن کیلئے اسراف لاتی ہے | اسراف کی میاری مسلمانوں کو ان مسلمان بادشاہوں
سے ورثہ میں ملی ہے جن کے دباہوں میں شعرو

شاعری اور غرور دنیا کا چار رہتا تھا۔ اور جن کے حرم سرا سو سو عورتوں سے بھرے رہتے تھے۔ مثلاً
نیکلے شاہ اور واجد علی شاہ قسم کے عیاش بادشاہ جن کی عیاشی کے خوف سے بیچاری بادشاہت بھی دم دبا کر
بھاگی۔ کہ آخر انا للہ ہو گئی۔ لیکن انگریزی عملداری سے پہلے ان کے اسراف کی نوعیت کچھ اور تھی غمخیز

زندگی محدود تھی۔ زمینداریاں وسیع اور دولت آفرین تھیں۔ اور فضول خرچی کی صورتیں اور محل بھی بہت تھوڑے تھے۔ لیکن جب سے ہماری سرکار بہادر نے اپنے قدمِ معنیت لزوم سے اس سرزمین کو شرف بخشا۔ اس وقت سے اسراف کی مہلک بیماری نے ایسے زبردست حملہ کیا کہ امان و انحصار۔ کدھر دیکھو نوابوں۔ رئیسوں۔ دولتمندوں امیروں اور زمینداروں کی دولت و امانت کے خزانے دھرے میں اور جسے دیکھو۔ فضول خرچی کے سیفہ میں مبتلا ہے۔ کیونکہ انگریزوں کے ہندوستان میں قدم رکھتے ہی ہندوستانیوں نے عہد کر لیا۔ کہ ہم بھی انگریز بن کے رہیں گے۔ خواہ چمپلس گیری ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔ سب سے پہلے ہمارے سر سید نے پرانی وضع کا لباس اتار پھینکا۔ اور پورٹوٹوٹ ہو کر اسلامی تمدن کی قبر پرالت مار دی۔ وہ دن ہے اور آج کا دن کیا مجال جو کسی انگریزی تسلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمان کے نزدیک اسلامی تمدن و معاشرت اور سادگی ٹھیکے۔ ان صاحب بہادرقسم کے لوگوں نے دولت کا وہ ستیا ناس کیا ہے۔ کہ تو یہ ہی مہجلی۔ دیکھئے۔ بی۔ اے۔ بننے پر ہزاروں روپے خرچ ہوئے۔ یہ نہ پوچھیے کہ یہ خرچ جائیدادیں اور زمینیں رہن رکھ کر پورا ہوا۔ یا قرض سے کیا۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح بقول حضرت ابراہیم الدہلوی ایک پورے گھوڑے کا صاحب تیار ہو گئے۔ ہیں کے بعد ڈپٹی بنے پانچ چھ سو تنخواہ ہے۔ مگر مقروض ہیں کیونکہ آدمی تنخواہ بڑھتی جتنی یا صاحب بہادر بننے کے شوق میں خرچ ہو جاتی ہے۔ باقی حد سے بٹھے ہوئے اخراجات کی نذر۔ رہائشیں نہنگامی اور اچانک ضروریات قرض سے پوری ہوتی ہیں۔ غرض یہ کہ مغربی تمدن کے لئے اسراف لائق ہے۔ جہاں مغربی تمدن قدم رکھتا ہے اسراف کا ہیضہ ساتھ لاتا ہے۔

اب اگر یہ مہلک بیماری اُمراہی کے ساتھ خاص ہوتی تو خنداں مام کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر دونا تو یہ ہے کہ انگریزی تمدن اور اسراف کی بیماریاں دیہات تک میں جا پہنچی ہیں۔ اور چوڑے۔ چار اور مزدور تک کو کوٹ پستون کا دلدادہ کر دیا ہے۔ کسی گاؤں میں چلے جاؤ۔ تمہیں چوڑیاں تک کھپ لگائے نظر آئیں گی پھر بھلا بتلائیے ایسی حالت میں سادگی اور میانہ روی کون اختیار کر سکتا ہے ؟

فیثن پرستی کے اعمال بد کی سزا | حقیقت یہ ہے کہ فیثن پرستی کی ہوس کے زہریلے اور حیات و دولت کش دھوئیں نے ہمارے دلوں کی

روحانیت اور عقل کے چرلے کو گنگ کر دیا ہے۔ ہمارے اندر حقیقت بینی اور اصلیت فہمی کا مادہ نہیں رہا۔ ادھر ہم نے قدرت کی عطا کردہ دولت صحت اور زندگی کے صحیح تصرف اور مقصد کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ ہماری قوم اسی لئے مغفلس و فطاش ہے۔ کہ شہری مسلمانوں کے پیش نظر اپنے بچوں کو گریجویٹ کرانے کی ڈپٹی کرنا ہے۔ اور دیہاتی آبادی کا مقصد حیات زمین کریدتے رہنا۔ ہم تجارت کے ذریعہ دولت پیدا کرتے ہی نہیں بیماری۔ زرگری اور نفتاشی وغیرہ دوسرے پیشے اور ہنر ہماری نظروں سے محض ہیں۔ حالانکہ مقدس مذہب اسلام نے تجارت پر بہت زور دیا ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے

کہ ہمارے آقا و سید و مولیٰ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ذریعہ معاش تجارت ہی کو بنایا تھا۔ اور اکثر صحابہ و ائمہ دین تجارت ہی کیا کرتے تھے۔ حضور کا فرمان ہے کہ انکا سب حبیب اللہ یعنی کسب و منہر کرنے والا اللہ کا دوست ہے۔ چونکہ ہم تجارت اور کسب و منہر کی طرف توجہ نہیں کرتے اس لئے ہماری آمدنی کے تمام دروازے بند ہیں۔ اور اخراجات بہت زیادہ ہیں۔

ہمارے بچے عیش و عشرت میں باپ و داد کی دولت اڑا کر بھیک مانگنے یا چوری کر کے سنیما دیکھنے کو توڑا نہیں سمجھتے لیکن وہ کسی مہنر یا پیشہ کو بہت برا سمجھتے ہیں۔ توبہ توبہ خان صاحب۔ مرزا جی اور چودہری صاحب کو روک و کانداری کر کے اپنے باپ و دادا کے نام کو بیٹہ لگائیں۔ اور دوزی یا موجی کہلائیں۔ نہ صاحب! ہمیں بھیک مانگ لینا منظور گرایے کام نہیں کریں گے۔ بت لائیے اس کا کیا علاج؟

آمدنی سے بڑھ کر خرچ کر نیکی عادت

ہمارے ذرائع آمدنی تو محدود ہیں لیکن فیشن پرستی اور رسم و رواج کی پابندی کی بدولت ایسی عادات کے گرویدہ ہیں۔ جن کی بدولت نبردستی قرض و سود کی جکڑ بن دیوں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ چھوٹے سے لیکر بڑا اور بڑے سے بڑے لیکر ان پڑھ تک سب فضول فیشن پرستی اور فضول اخراجات کا شکار ہیں مگر میں ایک کمانے والے کے سر پر درجنوں متعلقین کی زندگی کا بار ہے۔ اس پر متزاد یہ کہ نہزاروں کتے سمیٹ دی رنگدار۔ فقیر اور پیرو غیرہ ایک آدمی کی محنت اور دولت کو بے ڈکار ہضم کرنے کے دروازے پر موجود رہتے ہیں۔

علاوہ انہیں سیاہ۔ شادی۔ رختہ۔ عقیقہ اور فاتحہ کے موقع پر برادری میں بڑا بننے اور اپنی ناک رکھنے کے خیال سے ہم نہزاروں روپے قرض لیکر ایک گھڑی کی واہ واہ کا شوق پورا کر لیتے ہیں۔ چاہے بھر ڈگری ہی آتی پھرے۔ ایسی ناک سا جڑ سے کٹنا ہی بھلا جو شادی و عی کی خلاف شرع۔ فضول اور مسرفانہ و مشرکانہ رسوم کرنا بالآخر جیب سخا نہ کی ہوا کھلوائے۔ یاد رکھو۔

کفایت شکاری ہی قرض سے بچنے کا بہترین ذریعہ ہے

معمولی آمدنی کو جائز خرچ کرنے سے۔ آمد سے زیادہ خرچ خواہ اس کی مقدار کتنی ہی کم ہو بالآخر مفلس اور غربت کا باعث بنتا ہے۔ ایک معمولی حیثیت کا انسان آمدنی سے کم خرچ کرنے اور کچھ نہ کچھ پس انداز کرتے رہے تو ایک کروڑ پتی بن سکتا ہے لیکن ایک اعلیٰ حیثیت کا انسان آمد سے زیادہ خرچ کرنے سے کبھی معمولی متحول بھی نہیں رہ سکتا۔ اگر ایک شخص کی نہار پے ماہوار کی آمدنی ہے۔ مگر خرچ بھی اتنا ہی ہے بلکہ اس سے زیادہ تو شخص فارغ البال اور خوش حال نہیں۔ اس کے مقابلہ میں اگر ایک شخص کی آمدنی صرف بیس روپے ماہوار ہے اور خرچ اٹھارہ روپے ماہوار۔ دو روپے ماہوار جمع کرتا ہے تو شخص یقیناً خوش حال اور فارغ البال

ہے پس ہمیشہ اپنے اخراجات کو آمدنی سے کم رکھو اور اس میں سے کچھ نہ کچھ پس انداز کرتے رہو تاکہ خوش حال زندگی بسر کر سکو۔

مختصر مزید گو اور غر زو! اگر آپ دنیا میں باعزت اور خوشحال زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ تو اپنی آمد سے بڑھ کر نا یضیح کسی حالت میں نہ کرو۔ آنے والی نقدی کی آسید پر ہر روز قرض نہ لو۔ کھدر میں گند کر سکتے ہو تو لٹھا ہرگز نہ حسدو۔ لہٰذا صیانہ کام چلا سکتا ہے تو پسکی کے نزدیک بھی نہ بھنگو۔ ادھار گوشت یک کر کھانے کی بجائے دال پکندارہ کرو۔ اگر آپ ایسی سادہ زندگی بسر کرنے کا عہد کر لیں گے تو مفلسی و ناداری ہرگز آپ کے نزدیک نہ آسکیگی۔ نیز یاد رکھو۔ جہاں تک ممکن ہو سکے قرض نہ لو۔ قرض ایسی بری بلے۔ کہ جہاں ایک دفعہ اس کی کسی سے روشناسی ہو گئی۔ تو پھر یہ کجبت کبھی بھیچا نہیں چھوڑتا۔ غور سے سنو۔

چو پے ہو وحب قرض یسا کرتے ہیں آخرش مفلس و نادار ہوا کرتے ہیں
بھنیٹ جب قرض کی بڑھ جاتی ہے پونجی ساری پیسے کو وہ محنت ج پھرا کرتے ہیں
تنگے خنتے ہیں ذلیل ہوتے ہیں خوار ہوتے ہیں دم سدا آہوں کا نالوں کا بھرا کرتے ہیں

ہمارے اخراجات میں سب سے زیادہ فضول اور تباہ کن خرچ فیشن پرستی اور رسوم کی پابندی کا ہے۔ یہی خرچ ہمیں مجبور کر کے قرض و سود کی زنجیر میں جکڑ دیتے ہیں۔ اور مفلسی و ناداری کے تاریک گڑھے میں دھکیلتے ہیں پس ان دونوں پر نشت نہ سجو۔ اور آج سے عہد کرو۔ کہ ہم ان کے نزدیک نہ جائیں گے۔ ہمارے لئے یہی ماہ فلاح ہے۔

ہمیں کیا کرنا چاہئے | اس کا مختصر جواب صرف یہ ہے کہ ہمیں اسراف ترک کر دینا چاہئے۔ آمد خرچ پر قابو پانا چاہئے۔ فضول اور ناجائز خرچ فوراً بند کر دینے چاہئیں ہمیشہ آمدنی سے

کم خرچ رکھنا چاہئے جب کوئی ضرورت پیش آئے تو ب سے پہلے ہمیں یہ دیکھ لینا چاہئے کہ جس ضرورت میں ہم پیسہ صرف کر رہے ہیں حقیقت میں اسکی ضرورت بھی ہے یا نہیں؟ اور اگر ضرورت ہے۔ تو کس قدر پیسہ صرف کرنے سے وہ ضرورت رفع ہو سکتی ہے۔ نہ غیر ضروری چیزوں میں پیسہ صرف کرنا چاہئے اور نہ زائد از ضرورت خرچ کرنے کا ارادہ کرنا چاہئے۔ اللہ پاک مسلمانوں کو توفیق دیں کہ صحیح معنوں میں مسلمان بن کر دین و دنیا میں فائز المرام و شاد و کام ہوں۔ والسلام علی من اتبع الهدی ✽ (نذیر الحق قادری میرٹھی)

نصرة الحديث

میرزا محمد مولانا محمد حبیب ذوالحق صاحب قاسمی نے اس نام کا ایک رسالہ مولانا حبیب الرحمن صاحب مدظلہ سے تالیف کر کے شریعت حدیث (رفقہ چکڑاویہ) کی دو میں شائع کرایا ہے۔ اس رسالہ کے ضوابط و مسائل جمعہ ہدایں مع کچھ حقائق میں مدبر قرآن کریم اور حدیث: قرآن کریم و دنیا میں خدا کی آخری کتاب ہے۔ اور تمام مسلمانوں کا ایمان ہے کہ یہ کتاب آسمانی دوسری کتاب ہے۔ اس کتاب میں بہت زیادہ جامع کتب (مختصر) ہیں۔ اس میں عبادات و اخلاق و معاشرت و معاملات۔

سیاست و اقتصاد و معاش و معاشرہ پر چیز کا بیان ہے۔ لیکن یہ بھی بالکل بڑبی ہے کہ اس وقت مذکورہ بالا کا بیان قرآن کریم میں اصولی اور فکری طور پر ہے۔ اور یہی ہونا بھی چاہیے۔ اس لئے کہ اولاً تو اس وقت مذکورہ کی جملہ جزئیات کا فرداً فرداً تفصیلی بیان قرآن کریم کے برابر محدود و متنہا ہی کتاب میں ممکن ہی نہیں۔ ثانیاً ایسے تفصیلی بیان کی کوئی ضرورت بھی نہیں ہے۔ ہر آدمی جس کو علم سے کچھ تعلق ہے۔ یہ جانتا ہے کہ دنیا کے جملہ علوم و فنون کی کتابوں میں صرف اصولی مسائل اور قوانین کلیہ اور قواعد و ضوابط کے بیان پر اتفاق کیا جاتا ہے۔ اور مصنفین کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ طالب علم استاد کی مدد سے ان کلیات کا علم اس طرح حاصل کرے کہ جزئیات کے احکام و حالات انہیں کلیات سے معلوم کر سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلم قرآن تھے۔ ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ اللہ رب العزت نے دنیا کی ہدایت کے لئے قرآن کریم کو ایسا انہیں بھیجا تھا۔ اور قرآن کے ذریعہ سے اصلاح و ہدایت کی یہ شکل اختیار نہیں کی تھی۔ کہ اس کو کتاب بنی شکل میں بھیج کر لوگوں سے کہہ دیا ہو کہ اس کتاب کو ہر شخص بطور خود پڑھ کر اس پر عمل پیرا ہو جائے۔ بلکہ قرآن سے پہلے اپنے ایک برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر انہیں کے سینہ معارف و تجزیہ میں قرآن نازل کیا۔ اور آپ کو مکلف فرمایا کہ

۱. آپ لوگوں کو قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

۲. اور اس کتاب کا درس اور تعلیم بھی دیں۔ اور اس کے رموز و اسرار کو لوگوں پر کھول دیں۔ قرآن کریم نے کئی مقامات میں اس کی تصریح کی ہے۔

۱. اَلَمْ نَعْلَمُ اَنْتَ اَوَّلُ رَسُوْلٍ مِّنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْنَا وِیْزِیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَیُعَلِّمُکُم مَّا لَمْ تَکُوْنَ تَعْلَمُوْنَ (مائدہ ۱۰۱)

۲. لَقَدْ مِّنَ اللّٰهِ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزِیْیْهِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَ اَن کَانَ اَسْنَقٰی مِنْ قَبْلِ نَیْیْ ضَلٰلٍ جَبِیْنٍ (آل عمران ۱۰۴)

۳. وَ اِذْ یَاْمُرُکُمْ فِی الْاٰمِیْنِیْنَ رَسُوْلًا مِنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزِیْیْهِمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَةَ وَ اَن کَانَ اَسْنَقٰی مِنْ قَبْلِ نَیْیْ ضَلٰلٍ جَبِیْنٍ (آل عمران ۱۰۴)

۴. اِسْ اِسْ سَیْءٌ مِّنْ اَمْرِیْ اِنْ یُّدْعٰی اِلٰی سَیْءٍ مِّنْ اَمْرِیْ اِنْ یُّدْعٰی اِلٰی سَیْءٍ مِّنْ اَمْرِیْ (آل عمران ۱۰۴)

ان آیات میں کبریا و مرات تصریح کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کام صرف یہی نہیں ہے

کہ وہ قرآن کی آیتیں لوگوں کو سناتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ کتاب و حکمت کی تعلیم اور درس قرآن بھی اپنے فرائض رسالت میں سے ایک اہم فریضہ ہے۔ حقیقت ان آیات میں خدائے تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے کہ ہم نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی۔ اور انہوں نے عرب میں جیسا رسول بھیجنے کی درخواست کی تھی۔ بعینہ انہی اوصاف کا جامع اور انہیں خصوصیات کا حامل رسول ہم نے انہیں معجوث کیا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ دعا خود قرآن کریم میں بایں الفاظ منقول ہے:-

وَبَنَّاوَابَحْثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰیٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْخَبِيْرُ الْحَكِيْمُ (بقرہ پ)

اے ہمارے مالک! اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ تلاوت کرے ان پر تیری آیتیں اور سکھائے ان کو کتاب و حکمت اور پاک کرے ان کو۔ بیشک تو ہی غالب (اور) حکمت والا ہے۔

تعلیم کتاب کا مطلب - اب غوطب امر یہ ہے کہ تلاوت آیات کے بعد تعلیم کتاب و حکمت کیا مراد ہے؟ آیا یہ کہ کتاب اللہ کا لفظی ترجمہ اور لغوی مفہوم بتانا۔ یا اس کے معنی و مطالب اسرار و حکم اور وہ فروع و جزئیات جو اس سے مستنبط ہوتے ہیں۔ ان سے لوگوں کو آشنا کرنا۔ ظاہر ہے کہ پہلی صورت تو قطعاً مراد نہیں ہے۔ اس لئے کہ عرب جن میں آپ معجوث ہوئے تھے اور جو عہد نبوی میں قرآن کے مخاطب اول تھے وہ اس تعلیم سے بے نیاز تھے۔ قرآن کریم عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اور یہ زبان ان لوگوں کی اپنی مادری زبان تھی۔ لہذا قرآن کا لفظی ترجمہ اور لغوی مفہوم ان کو معلوم کرنا بیفہوت تھا۔ پس لا محالہ ماننا پڑے گا کہ تعلیم کی دوسری ہی صورت مراد ہے چنانچہ قرآن کریم نے اسی مضمون کو ذیل کی آیتوں میں بیان کیا ہے:-

۱، وَمَا اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا یَتْلُوْهُ لِقَوْمٍ عَلٰی (پ ۱۳ ع ۱)

۲، وَنُزِّلْنَا عَلَیْكَ الذِّکْرَ الْبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نَزَّلَ الْیُسُفٰ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ (پ ۱۳ ع ۱۱)

۱، اور نہیں نازل کی ہم نے کتاب مگر اس لئے کہ آپ بیان کریں ان لوگوں کے لئے۔

۲، اور نازل کیا ہم نے آپ کے پاس ذکر و کتاب کو تاکہ کھول کھول بیان کریں لوگوں کے واسطے اس چیز کو جو نازل کی گئی ان کی طرف اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔

اور اس تعلیم و تبیین کی ضرورت اسی لئے پیش آئی۔ کہ قرآن کریم میں عبادات و معاملات اور اخلاق و معاشرت وغیرہ کے صرف اصول اور کلی قوانین مذکور ہیں اور ان اصول و کلیات سے ان کے فروع و جزئیات کا استنباط و استخراج ہر شخص کیلئے ممکن نہ تھا۔ بلکہ بعض جزئیات تک تو کسی شخص کی بھی رسائی ممکن نہ تھی۔ بجز اس ذریعہ مقدس کے جس کا سینہ انوار وحی کا مخزن اور جس کا قلب تجلیات ربانی کی منزل ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مخصوص فہم قرآن

میرے اس بیان میں اس شخص کو تو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔
جس کا دل مرتبہ رسالت کی عظمت و جلالت کے اعتقاد سے

لبریز ہے لیکن جو شخص اس ایمانی کیفیت سے نا آشنا ہو۔ میں اس سے کہتا ہوں کہ یہ تو باطل بدیہی ہے۔ کہ
قرآن کریم کا کچھ نہ کچھ فہم تو ہر اس شخص کو عطا ہوا ہے جو عربی زبان کا حرف شناس ہے۔ اور یہ بھی بدیہی ہے
کہ اس فہم کے مراتب و درجات تفاوت و مختلف ہیں۔ رات دن کا مشاہدہ ہے کہ ایک آیت کو ہم بار
بار پڑھتے ہیں۔ اور یہ نیکو دل دفعہ ہماری نظر سے گزرتی ہے۔ اور اس سے کسی خاص نکتہ کی طرف ہمارے ذہن
کی رسائی نہیں ہوتی۔ لیکن ایک دوسرا شخص ایک نظر اس سے کوئی بہت نفیس علمی نکتہ اخذ کر لیتا ہے۔
پس جب ایک امتی کو دوسرے امتی پر فہم قرآنی میں یہ تفوق حاصل ہو سکتا ہے۔ اور حاصل ہے تو کیا خود
اس کو جس کے قلب پر قرآن نازل ہوا اور جس کا سینہ بال تقائے ربانی اس وحی آسمانی سے معمور تھا۔ اس کو
سب امتیوں پر فہم قرآن میں کوئی تفوق و امتیاز خاص حاصل نہ ہوگا؟ نہیں تو یہی کہوں گا۔ کہ کوئی مسلمان
اس کا جواب نفی میں دینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اور کیسے جرأت کر سکتا ہے جبکہ قرآن کریم خود ہی بتا رہا ہے۔ کہ
اس کے مسلم صلی اللہ علیہ وسلم کو منجانب اللہ فہم قرآن کے بارے میں ایک خاص بصیرت اور سوچ عطا
کی گئی تھی جس کی بنا پر آپ کو لوگوں کے درمیان حکم مطلق کی حیثیت نوازش کی گئی تھی۔ خدا فرماتا ہے:—
”اَنَا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ
بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ“ (نسا، ۶۵)
”اِس چیز کے ساتھ کہ اللہ آپ کو دکھائے اور سوچ جائے۔“
یہ آیت صراحتہ بتا رہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کتاب اللہ

کا خاص فہم اور خاص سوچ عطا کر دی گئی تھی۔ تاکہ آپ کے ذریعہ سے قرآنی احکام کے ماتحت لوگوں کے جھگڑے
جکامیں اور فیصلے فرمائیں۔

فہم قرآن کے لئے شرح رسول کی روشنی و کار ہے

ان بیانات سے خوب واضح ہو گیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
قرآن کریم کے معلم شارح اور تبیین تھے۔ اور آپ کی شرح و
تبیین اور تعلیم اس بصیرت کی روشنی میں ہوتی تھی جو خاص

آپ کو منجانب اللہ عطا ہوئی تھی۔ اور چونکہ صحیح اس دولت سرور ہمہ کس رازدہند۔ یعنی یہ بصیرت خاصہ آپ کے
سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اس لئے ہر امتی کو قرآن کریم کے باریک معانی حقیقی مطالب اور اس کے
غوامض و دقائق تک رسائی حاصل کرنے کے لئے حضرت شارح قرآن علیہ السلام کی شرح و تبیین کی
روشنی درکار ہوگی۔ چنانچہ خدا نے اس کو بھی قرآن کریم میں بیان کیا۔

”قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ
مُبِينٌ“ (پ ۶۴۶)
”بہ تحقیق تمہارے پاس اللہ کی جانب سے ایک نور و مجسم اور ایک
روشن کتاب آئی۔“

اس آیت میں خدا تعالیٰ نے کتاب مبین سے پہلے ایک نور کا ذکر فرمایا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کتاب مبین کے معانی و مطالب تک رسائی بدون اس نور خاص کے ممکن نہیں۔ اور ہر وہ شخص جو کتاب مبین کا مطالعہ کرنا چاہتا ہو اور اس پر عمل کرنے کا شوق رکھتا ہے۔ اس کو اس نور کی روشنی میں کتاب اللہ کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ نور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس سے عبارت ہے پس ثابت ہو گیا۔ کہ کتاب اللہ کی مراد سمجھنے اور اس پر عمل کرنے میں آنحضرت کی قوی و عملی شرح سے کوئی مسلمان بے نیاز نہیں ہو سکتا بلکہ بغیر اس کے یہ دونوں باتیں ممکن ہی نہیں۔

آنحضرت کی شرح قرآن ہی کا نام حدیث و سنت ہے

جب یہ بات بخوبی ذہن نشین ہوگئی کہ قرآن کریم کے معلوم و شارع علیہ اسلام نے قرآن کریم کی جو شرح و تبیین فرمائی ہے۔ وہ خدا کی دی ہوئی بصیرت اور روشنی میں کی ہے۔ اور صرف یہی نہیں

کہ اس شرح سے کوئی مسلمان بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس سے بے نیازی برت کر کوئی مسلمان خود قرآن کریم پر عمل نہیں کر سکتا۔ اور نہ اس کے حقیقی مفہوم و مراد تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ تو اب یہ مانتے ہیں آپ کو کیا تامل ہو سکتا ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ اُس کی وہ شرح و تبیین بھی جو اس کے شارح و مبین علیہ السلام نے فرمائی ہے ہر مسلمان کے لئے واجب التسلیم ہے۔ اور قرآن کے بعد دین متین محمدی اور شریعت اسلامیہ کا وہ ستون ہے جس پر یہ سر لفظ عمارت قائم ہے۔

قرآن کریم کی اسی شرح و تبیین اور قوی و عملی بیان کا نام حدیث و سنت ہے۔ اگرچہ مذکورہ بالا بیان کے بعد کسی طالب حق کو حدیث و سنت کے واجب التسلیم ہونے میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ تاہم فرید اطمینان کے لئے اس مسئلہ پر قرآن کریم ہی سے فرید روشنی ڈالی جاتی ہے۔

حجیت حدیث کے اور دلائل :- قرآن کریم کا غائر نظر سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔ کہ قرآن کریم نے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق اور آپ کی نبوت پر ایمان لانے کی پرزور دعوت دی ہے۔ اسی طرح ایک اور بات کا بھی نہایت مؤکد حکم دیا ہے۔ اور اس کو کہیں اطاعت رسول کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔ اور کہیں اس کی تعبیر رسول کو حکم مطلق ماننے سے کی ہے۔ پہلے مضمون کے لئے حسب ذیل آیتوں کو غور سے پڑھنا چاہیے۔

۱، یا ایہا الذین امنوا باللہ ورسولہ
والکتاب الذی نزل علیہ رسولہ و
الکتاب الذی انزل من قبل ومن یکفر
باللہ وملتکته وکتابہ ورسولہ
والیوم الآخر فقد ضل ضلالاً بعیداً (پ ۱۶ ع ۱)

۱، اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اُس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اُس نے اپنے رسول پر اتاری۔ اور اُس کتاب پر جو پہلے اتاری اور جو انکار کر گیا۔ اللہ کا اور ملائکہ کا اور اُس کی کتابوں کا اور اُس کے رسولوں کا اور پچھلے دن کا تو وہ دور کی گمراہی میں پڑ گیا۔

۱۱، وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَلَمْ
يَقْرُبُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَئِكَ سَوْفَ
يُؤْتِيهِمْ أَجْرُهُمْ ۖ (پ ۱۷۶)
۱۲، يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الدُّرُوسُ الْحَقُّ
مِنْ رَبِّكُمْ فَأَتُوا خِيَارَكُمْ ۖ (پ ۱۷۶)
۱۳، إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَ
رَسُولِهِ ۖ (آلِیہ) (پ ۱۷۶)
۱۴، وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَا
ئِذَا مَا لَكُمْ مِنْ شَيْءٍ ۖ (پ ۱۷۶)

۱۱، اور جو لوگ ایمان لائے اللہ اور اس کے رسولوں پر۔ اور ان
میں کوئی تفریق نہ کی وہی لوگ ہیں کہ عنقریب اللہ ان کو ان کے
اجر دے گا ۖ
۱۲، اے لوگو! بیشک تمہارے پاس حق کے ساتھ رسول آیا پس ایمان
لاؤ۔ اسی میں تمہارے لئے بھلائی ہے ۖ
۱۳، مومن بس وہی ہیں جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور اس کے
رسول پر ۖ
۱۴، اور جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لائے۔ تو ہم نے
مکروں کے لئے وحکتی ہوئی آگ تیار کی ہے ۖ

اور دوسرے مضمون کے لئے آیات ذیل سامنے رکھنی چاہئیں۔

۱۵، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ
وَلَا تَبْطُلُوا أَعْمَالَكُمْ ۖ (پ ۱۷۶)
۱۶، وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِن كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ (پ ۱۷۶)
۱۷، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا
عَنْهُ وَإِنْ كُنْتُمْ تَصْحَوْنَ ۖ (پ ۱۷۶)
۱۸، وَاطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۖ (پ ۱۷۶)
۱۹، وَاطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا
(پ ۱۷۶)
۲۰، مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ ۖ (پ ۱۷۶)
۲۱، وَإِنْ قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى
الرَّسُولِ سَأَيُّبُ الْمُنَافِقِينَ يُصَدُّونَ عَنْكَ
صُدُّوا ۖ (پ ۱۷۶)
۲۲، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اطِيعُوا اللَّهَ وَاطِيعُوا الرَّسُولَ
وَأُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ
إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ ۖ (پ ۱۷۶)
۲۳، فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا
شَجَبَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ

۱۵، اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا
اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو ۖ
۱۶، اور حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اگر تم ایمان والے ہو ۖ
۱۷، اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور اس کے رسول کا اور
منہ نہ پھیرو اس سے درگمخالیکم سننے ہو ۖ
۱۸، اور وہ مومن اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں ۖ
۱۹، اور فرمانبرداری کرو اللہ کی اور فرمانبرداری کرو رسول
کی اور دُور اس کی مخالفت سے ۖ
۲۰، جس نے حکم مانا رسول کا تو شبہ نہیں کہ اس نے اللہ کا حکم مانا ۖ
۲۱، اور جب کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف جس کو خدا نے
نازل کیا ابعداؤ، رسول کی طرف تو دیکھو گے (لے رسول)
منافقین کو کہ منہ پھیرتے ہیں تم سے منہ پھیرنا ۖ
۲۲، اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور
اپنے میں سے امرواؤں کا پس اگر تم جھگڑو تم کسی بات میں
تو لوٹاؤ اس کو اللہ اور رسول کی طرف ۖ
۲۳، پس قسم ہے آپ کے پروردگار کی کہ وہ مومن نہیں ہو گئے
تا وقتیکہ (لے رسول) ان کے آپس میں جو نزاع واقع ہو

حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً

(پ ۵۷)

وہ وصا کا ان لوگوں کو نہ دے گا کہ وہ اذ قضا اللہ و
رسولہ اور ان کو نہ ہو کہ ان کے لیے حرج ہو
اور وہ میں سے بعض اللہ و رسولہ فقد
ضل ضللاً لا یبیینا۔ (پ ۷۲)

اس میں آپ کو حکم نہ بنائیں پھر نہ پائیں اپنے دلوں میں کوئی
تنگی نہ تھائے فیصلہ سے اور پورا پورا تسلیم کر لیں
۱۰ کسی ایمان والے مرد یا عورت کو حق نہیں کہ جب اللہ اور
اُس کا رسول کوئی حکم دیدیں۔ تو ان کو اپنے معاملہ کا احتیاج
باقی ہے۔ اور جو نافرمانی کر گیا اللہ کی اور اُس کے رسول کی
تو وہ بے شبہ کھلا گمراہ ہو گیا۔

دو دنوں قسم کی آیتیں آپ کے سامنے ہیں۔ پہلی قسم کی آیتوں میں جس طرح خدا ملائکہ کے کتاب اللہ
اور قیامت پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ اسی طرح رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی تاکید ہے جس کا
حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اعتقاد اور آپ کے مبعوث من جانب اللہ
مہونے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور دوسری قسم میں اس کے سوا ایک دوسری بات کا حکم ہے اور وہ یہ
کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اُس کے احکام کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح رسول کی
فرمانبرداری اور آپ کے احکام کی تعمیل بھی ضروری ہے۔ یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کتاب
اللہ میں مذکور ہیں۔ لہذا اس کی اطاعت و فرمانبرداری سے مراد یہ ہے کہ اس کی کتاب کو دستور العمل بنایا
جائے لیکن غور طلب یہ چیز ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور اُس کے احکام کی تعمیل سے کیا
مراد ہے اگر کہیں کو ہی کتاب اللہ کی پیروی۔ تو میں کہوں گا کہ یہ بات تو پہلے فقرہ میں آچکی ہے۔ لہذا
ایک ہی بات کو دو عنوانوں سے ذکر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر یہ ایک ہی جگہ نہیں بلکہ مذکورہ بالا سب
آیتوں میں اور ان کے سوا دوسری صد آیتوں میں بھی یونہی ہے تو کیا ہر جگہ ہی کہہ دیا جائیگا کہ دوسرے
فقرہ میں بھی پہلی ہی بات دہرائی گئی ہے۔ قرآن کریم کے سبب نہ ایجاز کو پیش نظر رکھتے ہوئے تو کوئی
صاحب عقل یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

اور اگر یہ تاویل بارہ اٰطیحو اللہ ورسولہ یا اس قسم کی دوسری آیتوں میں چل بھی جائے تو آیت ۹
میں کیا تاویل کی جائیگی؟ اس میں تو اٰطیحو اللہ کا فقرہ موجود ہی نہیں۔ بلکہ اس میں تو اتانہ ذکر ہے کہ کوئی
اُس وقت تک مومن ہی نہیں ہو سکتا جب تک اپنی جملہ نزاعات اور اپنے تمام اختلافات میں نبی عربی صلی
علیہ وسلم کو ایسا حکم اور فیصلہ کن نہ قرار دے کہ آپ کے فیصلہ سے اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کرے۔
بتائیے کیا یہاں بھی کہہ دیا جائیگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ماننے سے مراد کتاب اللہ کو حکم
ماننا ہے؟

اگر کوئی صاحب اس ڈھٹائی کیلئے آمادہ ہوں تو بتائیں کہ اس کیلئے ان کے پاس کوئی نسخہ دیں ہے؟ پھر یہ بھی
بتائیں کہ اگر یہی مراد تھی تو بیکھم کو کی بجائے بیکھو کتاب اللہ کہنے میں کیا نقصان تھا؟

بہر حال آیات مذکورۃ الصدہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کی فرمانبرداری اور کتاب اللہ کی پیروی کے علاوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل بھی ضروری ہے۔ اور یہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہر اختلاف میں حکم مطلق ماننا مدبر ایمان ہے۔ اور ہم احکام رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے فیصلوں ہی کو حدیث کہتے ہیں۔ پس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب التسلیم ہونے میں اب کونسا شبہ باقی رہ گیا!

کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بست و سہ سالہ عہد رسالت میں مسلمانوں کے درمیان کبھی کوئی اختلاف واقع نہیں ہوا۔ کیا اس طویل مدت میں آپ کے گوبرو کوئی مقدمہ پیش نہیں ہوا؟ اگر ہوا (اور بہت) تو بتایا جائے کہ ان اختلافات و مقدمات میں جو فیصلے دوبار رسالت سے صادر ہوئے ان کا کیا نام ہے اور وہ کہاں ہیں؟

اگر کوئی بدبخت یہ کہے کہ وہ سارے فیصلے مسلمانوں کی بے اعتنائی سے مندرجہ حوادث ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فیصلہ بھی دستبروز مانہ سے محفوظ نہ رہ سکا۔ تو یہ اسلام کی تاریخ پر پناہ ناپاک حملہ ہے۔ اور ایسا شخص مسلمانوں کا بدترین دشمن ہے۔

اس کے بعد قرآن کریم کی ایک احادیث کی طرف بھی میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب اللہ میں جو

رسول علیہ السلام کی حرام کی ہوئی اشیاء بھی بطرح حرام ہیں جب طرح خدا کی حرام کی ہوئی

چیزیں حرام کی ہیں ان کے علاوہ کچھ اور چیزیں بھی ہیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا ہے۔ اور ان چیزوں کو حرام سمجھنا اور ان کے استعمال سے بچنا اسی طرح ضروری اور واجب ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی اشیاء سے ارشاد ہوتا ہے:-

”قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ“

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرام کی ہوئی چیزیں کون کون سی ہیں اور ان کے محکوم کرنے کے کیا ذرائع ہیں۔

ظاہر ہے کہ یہ چیزیں بجز اس چیز کے جس کو ہم تحدیث کہتے ہیں اور کہیں سے معلوم نہیں ہو سکتیں پس معلوم ہوا کہ احادیث میں جن اشیاء کی حرمت مذکور ہے۔ ان کو حرام نہ سمجھنا بلکہ پورے ذخیرہ احادیث کو بیکار موضوع اور بناوٹی کہنا درحقیقت اس نیت اور آیات سابقہ کا انکار کر دینا ہے۔

اس مقام پر میں ابو داؤد و ابن ماجہ کی ایک حدیث نقل کر دینا مناسب سمجھتا ہوں جس کو اس نیت

کی شرح کہنا بجا نہ ہوگا۔ اس حدیث کے پڑھنے کے بعد علمائے محققین کی اس تحقیق کی صداقت آئینہ ہوئی کہ احادیث نبویہ و حقیقت قرآن کریم کی شرحیں ہیں۔ اور اس سے ماخوذ و مستنبط ہیں۔ وہ حدیث یہ ہے۔

یوشک الرجل متکئا علی اریکتہ یحدث بحديث من حدیثی فیقول سینا وینکم کتاب اللہ فما وجدنا فیہ من حلال استحللناہ وما وجدنا فیہ من حرام حرمانہ الا وان ما حرم رسول اللہ مثل ما حرم اللہ .

وہ زمانہ قریب ہے جبکہ ایک آدمی اپنے تخت پر بیٹھا ہوگا۔ اور اس سے میری کوئی حدیث بیان کیا جائیگی تو وہ کہیگا کہ مہائے تمہارے درمیان کتاب اللہ موجود ہے اس میں جو حلال ہو۔ ہم اس کو حلال سمجھیں گے اور جو حرام ہو اس کو حرام لیکن تم آگاہ رہو کہ جن اشیاء کو

رسول اللہ نے حرام کیا۔ وہ بھی انہیں کی طرح ہیں جن کو اللہ نے حرام کیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحلیل و تحریم کا ذکر قرآن کی دوسری آیت میں ہے۔

اتباع کی دعوت کے علاوہ اس ذکر کا اور کوئی مقصود نہیں ہو سکتا۔ ارشاد ہے :-

وَيَحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَيُحْرَمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثُ وَيُضْمُ عَنْهُمْ اَصْرُهُمُ وَالْاَعْلَالُ السَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ر ۱۹ ع ۱۹ جو ان پر پہلے تھیں۔ اُتارتے ہیں۔

تقدیس حضرت احمد مجتبیٰ رسول ربانی

از طعن مرزا غلام احمد قادیانی

(مولوی جب اللہ صاحب کلرک دفتر نہ امرتسر کی قلم سے)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب "ازالہ اوہام" (مطبوعہ ۱۳۰۸ھ ریاض ہند پریس پوسٹ) میں لکھا ہے "ہماری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست اور فہم تمام امت کی مجموعی فراست اور فہم سے زیادہ ہے۔ بلکہ اگر ہماری بھائی جلدی اسے جوش میں نہ لے جائیں تو میرا تو یہی مذہب ہے۔ جس کو دیں کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں کہ تمام نبیوں کی فراست اور فہم آپ کی فراست کے برابر نہیں۔ مگر پھر بھی بعض پیشگوئیوں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اقرار کیا ہے کہ میں ان کی

اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی۔ میں پہلے اس سے چند دفعہ لکھ چکا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر یاد کیا تھا کہ میری وفات کے بعد میری بیبیوں میں سے پہلے وہ مجھ سے لیگی جس کے ہاتھ لمبے ہونگے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہی بیبیوں نے باہم ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس پیشگوئی کی اصل حقیقت سے خبر نہ تھی اس لئے منع نہ کیا کہ یہ خیال تھا غلط ہے۔ آخر اس غلطی کو پیشگوئی کے ظہور کے وقت نے نکالا (جلد اول صفحہ ۱۴۷) پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں نے آپ کے روبروئے ہاتھ ناپنے شروع کئے تھے تو آپ کو اس غلطی پر متنبہ نہیں کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے۔ اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی بی بی لے تھیں کہ وہ حقیقت جس بیوی کے لمبے ہاتھ تھے وہی سب سے پہلے فوت ہوگی۔ اسی وجہ سے باوجود کہ آپ کے روبرو باہم ہاتھ ناپے گئے مگر آپ نے منع نہ فرمایا۔ کہ یہ حکمت تو خلاف منشا ہمیشہ گئی ہے۔ (ازالہ اوہام جلد ۲ صفحہ ۶۸۸ و ۶۸۹)

۱۳۸ اور اس پیشگوئی کے متعلق بھی جو بخاری اور مسلم میں درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے پہلے وہ فوت ہوگی جس کے لمبے ہاتھ ہوں گے۔ انہوں نے زینب کی وفات کے وقت یقین کر لیا کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ حالانکہ یہ بات جماعی طور پر مسلم ہو چکی تھی کہ سودہ کے لمبے ہاتھ تھے۔ وہی پہلے فوت ہوگی۔ ان بزرگوں نے جب دیکھا کہ پیشگوئی کے الفاظ تو حقیقت پر عمل کرنے سے پیشگوئی ہی ہاتھ سے جاتی ہے۔ تو لمبے ہاتھ سے اشار اور صدقہ کی صفت مراد لے لی۔ لیکن ہمارے زمانہ کے علماء کو اس بات سے شرم آتی ہے کہ باوجود قرآن مجید کے بھی کسی حدیث کے ظاہری معنی کو چھوڑ سکیں اور قرآن اور حدیث کو باہم تطبیق نہ کر ابن مریم سے وحانی طور پر ابن مریم کا مصداق مراد لے لیں۔ اور دجال کہ چم سے روحانی یا چشمی کی تفسیر کر لیں۔ اور قرآن کے انکار سے اپنے تئیں بچا لیں نہیں سوچتے کہ ابن مریم یا ایک چشم کا لفظ بھی اُسی پاک منہ سے نکلا ہے جس سے لمبے ہاتھ کا لفظ نکلا تھا۔ بلکہ لمبے ہاتھ کے حقیقی اور ظاہری معنی مراد ہونے پر تو تصدیق نبوی بھی ہو چکی تھی۔ کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہی سرگندہ کے ساتھ ہاتھ ناپے گئے تھے۔ اور سودہ کے ہاتھ سب سے لمبے نکلے تھے۔ اور یہی قرار پایا تھا کہ سب سے پہلے سودہ فوت ہوگی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں کو ناپتے دیکھ کر بھی منع نہیں فرمایا تھا جس سے جماعی طور پر سودہ کی وفات تمام بیویوں سے پہلے یقین کی گئی۔ لیکن آخر کار ظاہر معنی صحیح نہ نکلے جس سے ثابت ہوا کہ اس پیشگوئی کی اصل حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معلوم نہیں تھی۔ (ازالہ اوہام حصہ ۲ صفحہ ۷۳)

جواب :- را، حدیث کی کسی مستند کتاب میں کوئی ایسی صحیح روایت نہیں آئی ہے جس میں یہ آیا ہو کہ بعض پیشگوئیوں کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اقرار کیا ہے۔ کہ میں نے ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی۔

۱۴۰ حدیث کی کسی مستند کتاب میں کوئی ایسی صحیح روایت نہیں آئی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی

اس پیشگوئی کی اصل حقیقت سے خبر نہ تھی۔ اور یہ الفاظ بھی نہیں ہیں کہ اس پیشگوئی کی اصل حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معلوم نہیں تھی۔

صحیح بخاری شریف کی روایت :- صحیح بخاری شریف جلد اول کتاب الزکوۃ باب فضل من

صفحوں ۱۹۱ پر ہے :- "عن عائشة رضی عنہا ان بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم آئنا اسرع بک لحوقا قال اطولکن یدافاخذوا قبضة یزرعونها فکانت سودۃ

الطوین یرافعلمنابعد انما کانت طول یرہا الصدقة وکانت اسرعنا لحوقا بہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت تحب الصدقة۔ حضرت عائشہ رضی عنہا سے روایت ہے کہ بعضی ازواج نے حضور سے سوال کیا کہ

ہم میں سے کون جلدی حضور سے ملیگی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ پس ازواج مطہرات نے ایک سرکٹہ لے لیا یا ناس کا ٹکڑا لیا اور ناپنے لگیں۔ پس حضرت سودہ کے ہاتھ لمبے تھے۔

پس اس کے بعد ہم نے جان لیا کہ لمبے ہاتھ سے مراد صدقہ کرنا ہے۔ اور حضرت زینبؓ سب بیویوں سے پہلے حضور پر نور سے ملی گئیں۔ اور حضرت زینبؓ صدقہ کو ناپسند کرتی تھیں۔

صاحب عمدۃ القاری کے الفاظ :- کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری جلد ۱۲ صفحوں ۳۱۲

پر لکھا ہے :- "وقال النووی اجمع اهل السیرین زینبؓ اول نساء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم موتا بعدہ ویوئد ذلک مادواہ یونس بن بکیور فی زیادۃ المعانی والبیہقی فی الدلائل باسنادہ عنہ

عن زکریا بن ابی زائدۃ عن الشعبي التصريح بان ذالك لزینبؓ ولكن قصو ذکرها فی اسنادہ فلم یذکر صروقا ولا عائشۃؓ ولفظہ قلن النسوة لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آئنا اسرع

بلحوقا قال اطولکن یدافاخذون بیتار عن ایٹھن الطول یدافا فلما توفیت زینبؓ علمن رخصا کانت الطوین یدافی الخیر والصدقه ویوئدہ ایضا ما رواہ المحاکم فی المناقب من مستند

من طوین یحییٰ بن سعید عن عمرق عن عائشۃ الحدیث۔ (ترجمہ) اور حضرت امام نوویؒ نے فرمایا کہ اہل سیر نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ تحقیق حضرت زینبؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں

سے پہلی بیوی ہے جو آپ کے بعد فوت ہوئی ہے۔ اور اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو یونس بن بکیور نے زیادۃ المعانی میں اور امام بیہقیؒ محدث نے کتاب دلائل النبوة میں اپنی سند کے ساتھ

اس سے آئی ہے اس نے زکریا بن ابی زائدۃ سے اپنے امام شعبیؒ سے تصریح کی ہے کہ یہ خبر حضرت زینبؓ کے لئے ہے۔ اور لیکن زکریا نے اس سند میں کم کیا پس نہ ذکر کیا مسروق کو اور نہ حضرت عائشہؓ

کو اور اس روایت کے الفاظ میں کہ حضرت صلح کی ازواج نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم میں سے آپ کو جلدی ملیگی فرمایا تم میں سے لمبے ہاتھ والی۔ پس بیویوں نے ہاتھوں کو ناپنا شروع کیا کہ کونسی لمبے ہاتھوں والی ہے۔ پس جب زینبؓ کی

وفات ہوئی تو انہوں نے سمجھ لیا کہ لمبے ہاتھوں سے مراد صدقہ اور خیرات ہے۔ الخ

صحیح مسلم شریف کے الفاظ: صحیح مسلم شریف جلد ۲۔ صفحہ ۲۹۱۔ کتاب الفضائل۔ باب فضائل زینبؓ میں ہے: "عن عائشة أم المؤمنين قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسرمكن لحاقابی اطولكن يدا قالت فكن يتطاولن ايتهن اطول يدا قالت فكانت اطولنا يدا زينبؓ لانها كانت تعمل بيدها وتصدق" (ترجمہ) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی بیویوں سے کہ تم میں سے مجھے جلدی وہ میسگی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے حضرت عائشہ نے فرمایا۔ پس ہم نے شروع کیا کہ کس کے ہاتھ لمبے ہیں حضرت عائشہ نے فرمایا۔ پس میں حضرت زینبؓ کے ہاتھوں والی تھی۔ کیونکہ وہ اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھی۔ اور خدا کے راستے میں حشر کرتی تھی۔

مسند گرام کی روایت: کتاب مسند رک (کامام ابو عبد اللہ الحاکم محدث نیشاپوری کی جلد ۴ کے صفحہ ۲۵ پر ہے۔ "عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا زواجه اسرمكن لحاقابی اطولكن يدا قالت عائشة فكننا اذا اجتمعنا في بيت احدانا بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عند ابيدنا في الجدار ننظاول فكم نزل نفعل ذلك حتى توفيت زينب بنت جحش زوج النبي صلى الله عليه وسلم وكانت امرأة قصيرة ولم تكن اطولنا ففينا حينئذ ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم انما اراد بطول اليه الصفة قال وكانت زينب امرأة ضاعرة اليه فكانت تدبغ وتحرز وتصدق في سبيل الله عز وجل" (ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی بیویوں سے۔ تم میں سے مجھے سب سے پہلے جلدی وہ بیوی میسگی جس کے ہاتھ لمبے ہوں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارک کے بعد ہم ایک گھر میں جمع ہوتی تھیں۔ اور دیوار میں اپنے ہاتھ لمبے کر کے باقی تھیں۔ اور ہم ایسا ہی کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ حضرت زینبؓ بنت جحش کی وفات ہوئی۔ اور وہ عورت چھوٹی تھی۔ اور لمبے ہاتھوں والی نہ تھی۔ پس اس وقت ہم نے جان لیا۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ لمبے ہاتھ سے صدقہ تھا۔ اور حضرت زینبؓ ایک ایسی عورت تھی جو اپنے ہاتھ سے کام کرتی تھی۔ پس وہاں کرتی تھی اور سینے کا کام کرتی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں حشر کرتی تھی۔

مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر جماعت مرزا بیہ لاہور نے اپنی کتاب "جمع قرآن" کے صفحہ ۴ پر لکھا ہے۔ "ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو مخاطب رکے فرمایا۔ اسرمكن لحاقابی اطولكن يدا جس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ تم میں سے مجھے وفات پاکر وہی پہلے میسگی جس کے ہاتھ لمبے ہیں۔ چنانچہ وہ حدیث جو صحیح مسلم میں بروایت حضرت عائشہ ام المؤمنین

وزن ہے ذیل میں نقل کی جاتی ہے۔ عن عائشۃ ام المؤمنین قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسرکن لحوقابی اطولکن یوا فکن ینطاولن ایتھن اطول یرا قالت فکانت اطولنا یداً زینب لا نہا کانت تحمل بیدھا وتصدق (ترجمہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے مجھ کو جلدی وہ ملیگی جس کے ہاتھ لمبے ہیں حضرت عائشہ نے فرمایا یہ بات سن کر تمام ازواج مطہرات اپنے اپنے ہاتھ اس بات کے دریافت کرنے کے لئے ناپنے لگیں کہ کس کے سب سے لمبے ہاتھ ہیں۔ پھر آخر کار زینب کے ہاتھ اس کی سخاوت کی وجہ سے اس حدیث کی منشاء کے مطابق سب سے لمبے ثابت ہوئے۔

ان مقدس بیبیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سن کر اس کے یہی معنی سمجھے۔ کہ گویا اس مزاج جانی طور پر لمبے ہاتھ ہیں۔ اور اسی لئے غلط فہمی سے ایک دوسرے کے ہاتھوں کو اپنا شروع کر دیا۔
نوٹ :- صحیح بخاری شریف۔ صحیح مسلم شریف اور مستدرک حاکم میں یہ کہیں نہیں آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہی بیویوں نے باہم ہاتھ ناپنے شروع کر دیئے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۰۰ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۳۵ پر الفاظ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو“ اپنے پاس سے لکھے ہیں۔ صحیحین اور مستدرک حاکم میں حدیث کے کسی لفظ کا یہ مطلب نہیں ہے۔ اور اگر کوئی مرزائی کہے کہ سہو کا تب ہے تو جواب یہ ہے کہ مرزا غلام احمد نے چار جگہ یہ الفاظ لکھے ہیں صفحہ ۴۰۰ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۳۵ پر یہ الفاظ موجود ہیں۔ اسی طرح مرزا غلام احمد کا یہ لکھنا کہ اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس پیش گوئی کی اصل حقیقت سے خبر نہ تھی اور یہ کہ (اس پیش گوئی کی اصل حقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی معلوم نہیں تھی) سراسر غلط ہے۔

حکیم نور الدین بھیروی کے الفاظ :- کتاب ازالہ اوہام کے آخر میں مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیروی کا ایک خط چھپا ہوا ہے۔ اس کے صفحہ ۱۰ پر ہے :-
”اور حضور علیہ السلام نے اپنی بیبیوں سے فرمایا۔ اسرکن لحوقابی اطولکن یداً۔ لگیں بیبیاں ہاتھوں کو ناپنے۔ مگر واقعات نفس الامر نے یہ بت دیا اور مشاہدات نے دکھا دیا کہ صحابیات کا ہم پیش گوئی کے سمجھنے میں اس پہلو پر غلط تھا جس پر انہوں نے سمجھا تھا۔“

حضرت عثمانؓ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن مجید :- ایران کا ایک پیغام منظر ہے کہ ایران کے بعض ماہرین عتیقہ کو بی بی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ثالث اور صحابی حضرت عثمان بن عفانؓ کے دست مقدس کا لکھا ہوا ایک نسخہ قرآن ایرانی کردستان کے ضلع اراک کے ایک موضع محل کی ایک مسجد سے دستیاب ہوا ہے اس نسخہ متبرکہ کو طہران عجائب خانہ آٹا رینٹ میں حفاظت تمام رکھا جائیگا۔

حزب انصار کی پانچویں سالانہ عظیم الشان کانفرنس

متحدہ اہم قرار دادوں کی منظوری

شمالی پنجاب کے مسلمانوں کا سب سے بڑا سالانہ اجتماع یعنی حزب انصار کا پانچواں سالانہ جلسہ مورخہ ۳۰ نومبر و یکم و ۲ دسمبر ۱۳۵۷ھ کو حضرت مولانا فہر احمد صاحب گبوی کی صدارت میں منعقد ہوا۔ پندرہ ہزار مہتممین اضلاع شاہ پور بکرات۔ گوجرانوالہ جھنگ میانوالی جہلم راولپنڈی کیمیل پور و لکیوڑ سے جمع ہوئے۔ علمائے کرام کی تشریف آوری پر مورخہ ۱ نومبر کو عظیم الشان جلوس نکالا گیا جس میں سائیکل سوار۔ ٹھوڑا سوار اور پیدل رضا کاروں کی جب غنیمتیں شامل ہوئیں جلوس ریلوے اسٹیشن سے شروع ہو کر شہر کے بازاروں سے گزرتا ہوا جامع مسجد میں ختم ہوا۔

ہر روز علمائے کرام نے اپنی تقاریر میں حاضرین کو امت مسلمہ کو جدید فتن اسراف و بدعات سے بچنے کی تلقین کی۔ اور تشیع و مرزائیت کے سیلاب کو روکنے کے لئے لائحہ عمل تجویز کیا گیا۔ مولانا محمد بہاؤ الحق صاحب قاسمی مولانا نواب الدین صاحب مولانا مفتی عطا محمد رٹوی مولانا حکیم عبدالرسول صاحب کبھڑی مولوی سید احمد شاہ صاحب مولوی سید محمد شاہ صاحب جہلمی قاضی احسان احمد صاحب جلال آبادی مولوی سلطان محمود صاحب مولوی پیر میر شاہ صاحب خوشابی مولانا سید تھیر الحق صاحب تادری میرٹھی مولوی حبیب اللہ صاحب امرت سری مولانا عبدالحکیم صاحب مدیر صابہ امرت سری مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھیانوی صاحب خزانہ مولانا محمد حمید صاحب مولانا محمد قاسم صاحب ہزاروی مولانا عبدالرحمن صاحب میانوالی و دیگر علمائے کرام و مشائخ نے جلسہ میں شریک ہو کر ارکان حزب کو ممنون فرمایا۔ حسب ذیل قرار دادیں بالفاق لئے جمیع نمائندگان و حاضرین پاس ہوئیں۔

(۱) حزب انصار کا یہ عظیم الشان سالانہ اجتماع احرار تبلیغ کانفرنس قادیان کی پاس کردہ جملہ تجاویز کے ساتھ کامل اتفاق کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ میرزا محمود کے اشتعال انگیز خطبات اور میرزا کیوں کا تمام دلائل لٹریچر ضبط کر کے ملک کے امن و امان کے بقا کیلئے میرزا محمود کے خلاف فوری مناسب کارروائی کرے۔

(۲) حزب انصار کا یہ عظیم الشان سالانہ اجتماع اس خواہ پر کہ حکومت پنجاب احرار کے کارکنوں کو تبلیغ کانفرنس قادیان میں تفریق کرنے کی بنا پر گرفتار کرنے والی ہے سخت رنج و اضطراب کا اظہار کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے کہ حکومت نے اگر آپ ارادہ کر لیا ہے تو اس کو مسلمانوں کے اضطراب کا مفت بد کرنا پڑے گا اور اس کے نتائج کی ذمہ داری حکومت کے ناما قبضہ اندیش ارکان پر عائد ہوگی۔

رسن حزب انصار کا عظیم الشان نمائندہ سالانہ اجتماع اعلان کرتا ہے کہ حق نظامی دہلوی قوت اہلسنت و الجماعت کے خارج ہے اور اس کی کتابیں میں اصحاب کرام پر دلائل و اشتعال انگیز حملے کئے گئے ہیں۔ اور حق نظامی اور اس کے پیروں یعنی مولوی بیٹو وغیرہ کے میران نقیہ کی آڑ میں تشیع کا زبردست پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ لہذا کسی شیعہ مبلغ کا حق نہیں کہ

اُس کی کسی کتاب کو کسی موقع پر اہل سنت کے سامنے بطور حجت پیش کر سکے۔ نیز مسلمان پنجاب کا یہ نمائندہ اجتماع مسلمانوں سند سے درخواست کرتا ہے کہ حسن نظامی کی تصانیف و اخبارات و رسائل خصوصاً سالہ مولوی و شیوا کا بائیکاٹ کر کے اپنی حمیت ایمانی کا ثبوت دیں و
رعلا م حین میجر جریدہ شش اسلام بھیرہ

پنجاب کے آریہ متروں سے سوالات

قسط نمبر پنجم

رسلہ اشاعت ماہ جولائی ۱۹۳۴ء

(ایک نو مسلم کے قلم سے)

- ۱۰۳۔ اگر آریہ دوست کہیں کہ پہلے سنکت زبان الہام نہیں سہئی ہے بلکہ ملہمان وید کو وید مہنی کے ساتھ الہام ہوئے ہیں جس طرح ستیا رتھ پرکاش ۱۹۲۱ء رسوا می دیا سند جی لکھتے ہیں کہ ویدوں کے بعد ویدوں کے معنی بھی الہام ہوئے ہیں۔ تو پھر کتاب منتر سنگتا اور برہمن گرنٹھ اور شا کہا کو بھی الہامی کیوں نہیں مانتے ہو؟
- ۱۰۴۔ آریوں کا بڑا دعویٰ ہے کہ الہام شروع دنیا میں ایک ہی بار ہوتا ہے اور پھر ہمیشہ کے لئے پرلے تک بند ہو جاتا ہے۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ الہام جو الہیوں کی ایک صفت ہے پھر الہیوں کی یہ صفت پرلے تک کیوں مغل اور بیکار رہتی ہے۔ حالانکہ آریوں کا سدھانت ہے کہ الہیوں کوئی بھی صفت مطلق اور بیکار نہیں ہوتی۔
- ۱۰۵۔ آریہ منتر کہتے ہیں کہ وید صرف چہار ہیں مگر تیتیر یا برہمن میں لکھا ہوا ہے کہ انیا وئی وید یہ یعنی وید ہیشمار ہیں، باگوگیہ نے بھی لکھا ہے کہ برہمن گرنٹھ اور سرب وید اور شراج وید وغیرہ بھی ویدوں کے نام سے مشہور ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بغیر آریوں کے چہار وید سے اور بھی بہت وید ہیں؟
- ۱۰۶۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ویدوں میں سے ایسے اصول اور طویل مسئلے ملتے ہیں جو صاف صاف عقل سامنس اور لائف نیچر کے خالص دشمن ہیں۔ مثلاً نیوک کا مسئلہ اور پینر جنم کا پٹینا وغیرہ۔ پھر کیا ایسی تعلیم الہیوری ہو سکتی ہے؟

۱۰۷۔ سندھ قوم کا غیر سندھوستان کا چلتا ہوا ستارہ انڈیا کونسل کا سابق سہدومبر مشہور فاضل رامیش چندر نے اپنے انگریزی کتاب قدیم سندھوستان کی جھٹیلیں وید بھگوان کے متعلق اس طرح گورافشانی کرتا ہے۔ ہم رگ وید میں اکثر ان رٹائیوں کا بھی ذکر کرتے ہیں جن میں ان قدیم باشندگان ہند نے اپنا پڑا تھا وغیرہ سمجھ سے ثابت ہوتا ہے کہ وید انسانی تصنیف ہیں۔ اور ان میں قصے بیان کئے گئے ہیں؟

۱۰۸۔ ہمارے دوست آریہ سماجیوں کو نماز ہے کہ وید مقدس ہر پہلو میں پورن اور مکمل ہیں مگر وید میں شادی اور

- عہد کے تمام ضروری مسائل بھی موجود نہیں۔ سو نہیں۔ پچاس نہیں پانچ نہیں ایک صرف آدھا نہیں ہے؟
 دیں میں سے دکھلاؤ کہ کس کس کے ساتھ شادی کریں۔ اور کس کس کے ساتھ نہ کریں؟ اور فوت شدہ کی ملکیت
 کسی طرح تقسیم کریں؟ ورنہ ہم اپنے قرآن شریف میں سے دکھلانے کیلئے تیار ہیں۔ باقی یہ دعویٰ کہ ویدوں
 میں ہوائی جہازوں۔ وائیلنس۔ ٹیلیگرام وغیرہ کی تعلیم بھی موجود ہے ان سے کیا فائدہ ہوگا؟
- ۱۰۹۔ خرید بڑاں سنا ہوائی جہازوں وائیلنس ٹیلیگرام وغیرہ کے دعویٰ کا حال کہ ایک آدمی بیٹھے آگے ایک
 بیٹھے پیچھے تو فوراً سوامی دیانند ترجمہ کرتے ہیں کہ دیکھو یہ ریل ہے۔ اسی طرح ہوائی جہازوں وائیلنس
 کا ترجمہ بھی "تیرہ جال کردوں کا چھال" والا معاملہ ہے!
- ۱۱۰۔ قدیم اور انادی کس کو کہتے ہیں۔ حادث یعنی غیر انادی کس کو کہتے ہیں۔ دونوں کی باقاعدہ تعریف کرو؟
- ۱۱۱۔ رُوح اور مادہ یعنی جیوا اور پرکرتی قدیم ہیں یا حادث۔ اگر قدیم ہیں تو ثبوت میں عقلی دلائل پیش کرو؟
- ۱۱۲۔ مادہ میں ایجاد و تلافی لہائی چوڑائی اور موٹائی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس سے دنیا (سٹرٹی) کس طرح
 بنی؟ اگر ہے تو ثابت ہوتا ہے کہ مادہ قدیم نہیں ہے۔ چنانچہ اس کی لمبائی چوڑائی اور موٹائی میں
 تغیر تبدیل یعنی تقسیم ہو سکتی ہے؟
- ۱۱۳۔ مادہ جو ہر ہے یا عرض۔ اگر عرض ہے تو ثابت ہے کہ مادہ قدیم نہیں ہے۔ اگر جو ہر ہے تو پھر کوئی جو ہر
 حرکت اور سکون سے خالی نہیں ہے۔ اس لئے مادہ قدیم نہیں ہے؟
- ۱۱۴۔ مادہ کی کوئی نہ کوئی شکل ضرور ہوتی ہے۔ پھر کوئی بھی شکل قدیم نہیں ہے۔ چنانچہ اس میں تغیر تبدیل
 ہوتا رہتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مادہ قدیم نہیں ہے؟
- ۱۱۵۔ مادہ ممکن الوجود ہے یا واجب الوجود۔ اگر ممکن الوجود ہے۔ تو ثابت ہے کہ مادہ قدیم نہیں ہے۔
 اگر واجب الوجود ہے تو پس محدود مقید اور مکان میں کیوں بند ہے؟
- ۱۱۶۔ مادہ محدود شے ہے یا غیر محدود شے؟ غیر محدود تو ہو نہیں سکتا۔ باقی رہ محدود۔ تو ثابت ہے
 کہ مادہ قدیم نہیں ہے۔ چنانچہ قدیم ہونا غیر محدود خاصیت (گن) ہے۔ اسی لئے غیر محدود گن محدود
 شے میں خود بخود ہو نہیں سکتا۔
- ۱۱۷۔ ایشور (خد) پورن ہے۔ اسی لئے وہ وقتی قدیم اور انادی رہ سکتا ہے۔ یعنی پورن ہو نیکی وجہ سے
 اُس میں قدامت کا گن پایا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا کمال ہر طرح ہمیشہ قائم رہنے کا ثبوت ہے۔ مگر
 پرکرتی (مادہ) پورن نہیں ہے۔ اسی لئے اُس کی سہمی قدیم نہیں رہ سکیگی۔ کیونکہ اُس کو اُس کا
 اُن پورن والا گن قائم رہنے نہیں دیکھا۔ اسی لئے مادہ قدیم نہیں ہے۔
- ۱۱۸۔ جدید تحقیقات کے مطابق مادہ بدل کر ایٹم کی حالت کو پہنچتا ہے۔ پھر اس سے بدل کر بجلی کے ذرات
 میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ آخر بجلی کے ذرات بھی ہمیشہ کیلئے اس (محدوم) ہو جاتے ہیں۔ یہ تیس

کی تازہ طے شدہ تحقیقات ہے۔ اسی لئے ثابت ہے کہ مادہ سائنس کی رو سے بھی قدیم نہیں ہے ؟
 ۱۱۹۔ پرانوں قابل تقسیم ہے کیونکہ اگر ہم تین پرانوں کو ایک سیڑھی لائن (لیکیر میں اکٹھا رکھ کر دیکھیں گے تو درمیانی پرانوں دونوں طرف سے پلاٹو ہوگا جس سے صاف ثابت ہے کہ پرانوں میں کیت یعنی طول عرض ہے۔ اسی لئے قابل تقسیم ہے۔ ثابت ہوا کہ مادہ قدیم نہیں ہے ؟
 ۱۲۰۔ مادہ قابل تقسیم ہے۔ آؤ تو اس کا دوسرا ثبوت بھی ڈھونڈیں۔ وہ یہ ہے کہ اگر سات دریاں پرانوں اکٹھے کر کے ایک سیڑھی لکیر میں رکھتے جائیں گے۔ اور ٹھیک ٹھیک برابر ان کے بیچ میں ایک عمود نکالی جائیگی۔ تو وہ عمود ان کو پورے دو حصوں میں تقسیم کرے گی۔ اور ایک ایک حصہ سات حصے تین پرانوں کا ہو جائیگا جس سے ثابت ہے کہ پرانوں قابل تقسیم ہے اسی لئے مادہ قدیم نہیں ہے ؟

۱۲۱۔ پرانوں قابل تقسیم ہے۔ آؤ تو ان کیلئے کوئی تیسرا ثبوت بھی تلاش کریں۔ وہ یہ ہے۔ ہم تینوں پرانوں (Atoms) لیتے ہیں۔ ان میں سے دو اکٹھے ایک سیڑھی لکیر میں رکھتے ہیں۔ اور تیسرا ان کے اوپر پورے مرکز پر رکھتے ہیں۔ تو ہر کوئی مانے گا کہ تیسرا پرانوں دونوں طرف ہر ایک کے ساتھ ملیگا۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ پرانوں قابل تقسیم ہے اسی لئے مادہ قدیم اور ازل نہیں ہے جو ترکیب پذیر ہے۔

۱۲۲۔ اگر مادہ قدیم یعنی واجب الوجود ہوتا تو وہ ہرگز محدود مقید اور مکان میں بند نہ ہوتا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مادہ ممکن الوجود ہے۔ اسی لئے مادہ قدیم نہیں ہے ؟
 ۱۲۳۔ دیکھا جاتا ہے کہ مادہ ممکن الوجود ہے۔ کیونکہ وہ علت اور معلول کے سلسلہ میں ہرگز جاکڑا ہوا نہیں ہے۔ جیسا کہ دیکھو خدا کی ذات اقدس واجب الوجود ہے۔ تو علت اور معلول کے سلسلہ سے پاک ہے۔ اسی لئے مادہ قدیم نہیں ہے ؟

۱۲۴۔ ویدک دھرم کی تعلیم کے معلوم ہوتا ہے کہ روح اور مادہ خود بخود کسی کی بھی حکمت اور مرضی کے موافق نہیں ہے۔ پس ایک زبردست سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ دو اشیاء سرشتی کا برابر چرچہ چلانے کے لئے مہیا راضہ کیوں ہوئیں؟ اگر وہ نہ ہوتے تو ایشور کو کوئی نقصان پہنچتا تھا؟ کیا اگر پانچ ایسات اور بھی اشیاء یا صرف روح یا صرف مادہ ہوتا تو ایشور کی ایشوری کس طرح چلتی ؟

۱۲۵۔ آریہ مٹروں کا عام طور پر اسلام پر یہ اعتراض ہے کہ خدا نیت میں سے ہست کس طرح کر سکتا ہے یعنی نیت میں سے کوئی بھی چیز پیدا نہیں کر سکتا ہے۔ تو ہم آریہ مٹروں سے الزامی سوال پوچھتے ہیں کہ ایشور خیرہ آنکھ کے دیکھتا ہے۔ بغیر کان کے سنتا ہے۔ بغیر ہل کے سمجھتا ہے۔ اور بغیر ہاتھ کی کام کرتا ہے؟

حسن نظامی اور اُس کے تواریلوں کا مذہب

بہ سلسلہ اشاعت گذشتہ

شیعوں کی عیدِ نیم یا عیدِ شجاع

شیعوں کے ہاں یہ عید یومِ شہادتِ ستینا عمر رضی اللہ عنہ کی منائی جاتی ہے۔ اسی لئے ناصر الدین شاہ قاجار والے ایران نے بھی اپنی سلطنت میں اہلسنت کے احتجاج پر اس

عید کا منایا جانا ممنوع قرار دیا تھا۔ ذیل میں ہم شیعوں کی کتب سے اس عید کی حقیقت واضح کرنا چاہتے ہیں

۱۱، کتاب المآثر مطبوعہ ایران ص ۱۳

”ہمارا عہدِ سلطین صفویہ امارتِ براہنیم جہاں ایران حب العادۃ ورنہ گارش و زبان چوں تخلیفہ ہائے سہ گانہ میر سید و در مواقع و فیات ایشان جشنِ عظیم سے ساختند۔ و در جمیع نقاط سکونہ اس مکت از احصار جامع الی کلاتہائے محقریچ عید سے دعا بیت بمعرتاں نور سید و ایں معنی منشاء خصوصیتے فاش ساداتے فاحش باہل سنت جماعت گردیدہ جامعہ اسلامیہ را ایک بارہ برہم زدہ بود“

۲۔ در المصائب معتضد میرزا قاسم علی مشہدی مطبوعہ طبع یوسفی و ہلی حصہ پنجم مجلس نیم ص ۳۹ پر عیدِ نیم یا عیدِ شجاع کے بارہ میں مذکور ہے۔

”آج کے دن عیدِ شجاع اور مذققت فرعون ثانی ہے..... اس دن غسل کرنا اور خوشبو

لگانا اور تبدیل لباس کرنا اور کارِ حسنہ میں مشغول رہنا چاہیے

عجب روزِ عید است اے ستارہ عیاں ماہِ حاجت بفرج ویاں

کہ از دستِ بابا شجاع جواں بہ بسوئے خلق آں شقی شد رجاں

اُن کے چکر ایک حدیثِ بروایتِ شیعہ نقل کی ہے جس میں ستینا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے خلاف انتہادرجہ کی گستاخی لمن اور تبرا کرتے ہوئے آپ کے مطاعن کا شمار کیا ہے۔ ایسے دُعاؤں اور کلمات اس جگہ نقل بھی نہیں ہو سکتے۔ اس حریف میں لکھنا ہے۔

”خدا فرماتا ہے کہ میں نے اپنے ملائکہ بہت آسمان کو حکم دیا ہے کہ تیرے مہمانِ دین اور

شیعوں کے لئے عید کریں اس روز کہ جس دن وہ حاسد قتل ہو گا۔ اور میری کرسی کرامت

بیت المعمر کے برابر نصب کریں۔ اور میری حمد و ثنا کریں۔ اور تمہارے شیعوں اور مجہول کے

لئے طلبِ آمزش کریں۔ اور میں نے کاتبانِ اعلیٰ کو حکم کیا ہے کہ اس روز سے تین

روز تک خوشنشین شیعان علی بن ابی طالب کی بوجہ شرف و بزرگی تیرے اور تیرے چچ کے

نہ کبھیں (یعنی اس دن شیعوں کو ارتکابِ معاصی کی کھلی اجازت ہے۔ میر) جو شخص

اس دن عید کرے میں اُس کو اجر و ثواب ملائم کا عطا کروں گا۔“ (در المصاب ص ۳۹)

اس سے آگے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف اس روز کے بارہ میں ایک قول منسوب کرتا ہے :-

”قسم ہے خدا کی یہ وہ دن ہے کہ اس روز خدائے آل رسول کی آنکھیں منور کی ہیں اور

میں اس دن کے بہتر (۲۶)، نام جانتا ہوں۔“ (در المصاب ص ۳۹)

بعض شیعہ عید نہم کو روزِ قتلِ عمر ابن سعد بیان کر کے اہل سنت کو دھوکہ دیتے ہیں۔ حالانکہ اس کتاب در المصاب میں یہ

تصریح موجود ہے۔ کہ یہ دن بابا شجاع یعنی فیروز مجوسی کے ملعون فعل کی یادگار ہے۔ اور عمر ابن سعد کے بھی اس

روز قتل ہونے کا بھی ایک قول نقل کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عید عمر ابن سعد کے یومِ قتل ہونے کی

وجہ سے نہیں ہے بلکہ ۲۶ پر در المصاب میں لکھا ہے :-

”اور بقولے اکابرِ عمر ابن سعد بھی عیدِ نہم کا بسترِ خواب پر قتل ہوا۔“

انجمن کا جرم: جب یہ انجمن نے اسی عیدِ نہم کو سلطنتِ آصفیہ میں یومِ تعطیل قرار دیئے جانے کے

خلاف آواز بلند کی تھی۔ اور اعلیٰ حضرت حضورِ نظام کی خدمت میں ثوابانہ گذارشات پیش کی تھیں۔ مگر غریبِ حسن

بقائے مدیرِ پیشیا کے نزدیک انجمن کا یہ جرم ناقابلِ عفو ہے اور اُس کی بی حرکت خارجیانہ ہے۔ اور شیعہ خدا کے داماد سید

ام کلثوم کے زوجِ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی عزت و حرمت کے تحفظ کا جذبہ اور شیعوں کو دیکھنا اور حاکم

سے باز رہنے کا مشورہ دینا بقولِ پیشوا خارجوں کا فعل ہے۔ اور عیدِ نہم کا منایا جاننا حسبِ اہلبیت کے مترادف

ہے۔ انجمن کے اس جرم کے متعلق ”پیشوا“ لکھتا ہے :-

”ایک خارجی اخبار نے امیرِ المسلمین اعلیٰ حضرت حضورِ نف م تاجدارِ دکن کے عقیدہ

حبِ اہلبیت کو ازراہِ شریعت و خجاستِ رض بنا کر اپنے پیچ پی کا ثبوت دیا تھا.....

امید ہے کہ بعض نا عاقبت اندیش اور گمراہ خارجوں.....“ (پیشوا ص ۵۳)

اور پیشوا کے گورو گھنٹال حسن نظامی صاحب نے انجمن کی گذارشات کے متعلق تحریر فرمایا ہے :-

”پس جو لوگ حضرت علی کو برا کہتے ہیں حسن کش اور احسان فراموش

ہیں۔ اور اُن سے بات کرنی جائز نہیں۔“ (پیشوا ص ۵۳)

تعجب ہے کہ بقائے و نظامی خالص رافضیہ انما زیں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ صادقِ محبت لکھنے والوں

اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد کے متعلق صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو افضل الصحابہ اعتقاد رکھنے والوں کو سیدنا

علی کا دشمن قرار دے رہے ہیں۔ یہی وہ رافضیہ حربہ ہے جو ہر دمِ اہلسنت کے خلاف عوام کو مشتعل کرنے کیلئے

استعمال کیا جاتا ہے۔

میرزے قادیان معیارِ نبوت

بلسلہ اشاعت ماہ نومبر ۱۹۳۳ء

دولتِ اقبال دلیلِ صدا نہیں

مذکورہ بالا اقسام کے منافقوں کے لئے خدا کا قانون یہ ہے کہ انہیں مرنے کے بعد عذاب دیا جاتا ہے۔ زندگی میں ان پر

عذاب کا نازل ہونا ضروری نہیں۔ دنیا میں ان کو ہر قسم کے آرام کا میسر ہونا۔ چند روزہ زندگی میں دولت و ثروت کی فراوانی عزت و اقبال کا ظاہری طور پر حاصل ہو جانا ان کی صداقت کی دلیل نہیں بن سکتا۔ ایسے ظالم منافقوں کا ذکر کرنے کے بعد خداوند کریم کا ان کے انجام کے متعلق ارشاد ہے :-

وَلَوْ تَرَىٰ اِذِ الْمُنْظَرُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوْا اَيْدِيَهُمْ ج - اگر تم مرتے وقت ان ظالموں کا حال دیکھو کہ موت کی کسی سختی ان پر ہوگی۔ فرشتے ان کی طرف ہاتھ نکالتے ہوں گے۔

اخرجوا انفسكم اليوم تجزون عذاب الهون بما كنتم تقولون على الله غير الحق و كنتم عن آياته تستكبرون - کہ اپنی جانوں کو نکالو (اب تک تو تم نے جین کیا یا جس طرح ہے) مگر آج وہ دن ہے کہ تمہارے جھوٹ کی سزا تمہیں دولت کا عذاب دیا جائیگا اس سبب سے کہ تم اللہ کے ذمہ جھوٹی باتیں کہتے تھے۔ اور تم اللہ

تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔

اس آیت سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ منافق کو دنیا میں سزا نہیں دی جاتی۔ بلکہ روح قبض ہونے کے وقت سے اس پر دولت کی مار پڑنے لگتی ہے۔ اور الیوم تجزون کا نقطہ اس آیت میں میرزا نیوں کے دعا کو باطل ثابت کر رہا ہے۔ سورہ انفام کے پانچویں رکوع میں خداوند کریم کا ارشاد ہے :-

وَلَقَدْ ارسلنا الی اہم من قبلك فاخذناهم بالاباساء والضراء لعاجلہم تیضیعون فلو لا انجاہهم باسنا لضرعوا واکن قسمت قلوبہم وزین لہم الشیطان ما کانوا یعامون فاما نسوا ما ذکرنا وہم فتننا علیہم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناہم بغتۃ فاذا ہم صبلسون - ہم نے اور امتوں کی طرف بھی جو آپ سے پہلے بھیجا تھا۔ سو ہم نے ان کو تنگدستی اور بیماری سے کپڑا تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جائیں۔ سو جب ان کو ہماری سزا پہنچی تھی۔ وہ ڈھیلے کیوں نہ پڑتے۔ لیکن ان کے قلوب تو سخت تھے اور شیطان ان کے اعمال کو آراستہ کر کے دکھاتا رہا۔ پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جنکی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھلا دیئے۔ یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں۔ وہ خوب اتر آئے۔ ہم نے ان کو غتہ کپڑا لیا۔ پھر تو وہ بالکل حیرت زدہ ہو گئے۔

اس آیت سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ کسی وقت نافرمانوں پر نعمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

ایسا فرمان اگرچہ مدعی نبوت ہو یا کسی اور قسم کا افتراء کرنے والا ہو کلام الہی میں کوئی قید نہیں۔ عام الفاظ ہیں۔ اس لئے اُمت مرآئہ انبی محمدہ حالت اور اپنے نبی کی عیش و کامرانی دکھا کر اپنی سچائی و حقانیت ثابت نہیں کر سکتے۔ سورہ اعراف میں ارشاد ہوتا ہے۔ جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا دینی ہمارے کلام کو والذین کذبوا بآیتنا مستدرجعم من حیث سچا نہ جانایا ہمارے احکام کو نہ مانا اور عمل نہ کیا) انہیں ہم لا یعلمون و اُمّی لھم ان کیدہی متین۔ آہستہ آہستہ اور درجہ بدرجہ رلہاکت کے بندہ درجہ تک (تے جائیں گے۔ ایسے طریقے سے کہ انہیں خبر نہ ہوگی۔ اور ہم انہیں مہلت دیں گے یعنی زمانہ دراز تک انہیں دُنیوی نعمتوں میں رکھیں گے تاکہ ہماری تدبیر سخت ہے۔

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد ۴ ص ۱۷۴ پر اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں۔ ای اھلھم واطیل لھم مدۃ عمرھم لیتادوا فی المحاصی و لا اعا جالھم بالعقوبۃ علی المحصیۃ۔ میں انہیں مہلت دوں گا۔ اور اُن کی عمر دراز کروں گا۔ اور اُن کی سزائیں جلدی نہیں کروں گا۔ تاکہ وہ لوگ گناہوں میں ترقی کریں۔ اور جب گناہوں کی زیادتی اس حد کو پہنچ جائیگی جس حد تک سزا دنیا حکمت الہی میں مقرر ہو چکا ہے۔ اس وقت تک انہیں موت آئیگی۔ اور خدا تعالیٰ کی کپڑ ہوگی۔

سورہ اعراف میں ہے :-

فمن اظلم ممن انذرت علی اللہ | اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہو گا۔ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے۔ یا اُس کی کذباً و کذباً بآیہہ میالھم | آیتوں کو جھوٹا بتلاوے۔ ان لوگوں کے نصیب کا جو کچھ ہے وہ اُن کو نصیب من الکتاب۔

جلالین میں من الکتاب کی یہ تفسیر ہے۔ ما کتب لھم فی اللوح المحفوظ من الموزق والاھل وغیر ذلک۔ یعنی جو کچھ رزق وغیرہ اُس کی قسمت میں ہے وہ اُس کو ملنا رہیگا۔ نہ یا یہ کہنا کہ نبوت کے جھوٹے مدعی کو ہلاک کرنا خدا کی سنت ہے بالکل غلط اور از سر تا پا غلط ہے۔

سورہ انفجر میں ارشاد ہے :-

اذا ربك لبالمرصاد | یعنی تیرا پروردگار سب کی حالت کو دیکھ رہا ہے۔ اور ہر ایک کو آزماتا ہے کسی کو دنیاوی عزت دیتا ہے۔ اس کے مال و دولت میں ترقی ہوتی ہے۔ یہ سمجھتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا میں مقبول ہوں۔

اس سے ثابت ہوا۔ کہ کسی وقت مال و دولت اور سائیش و اکرام و دیگر زنائش کی جاتی ہے مگر دولت و ثروت لمبی عمر۔ اور اکرام و سائیش کو دلیل صداقت قرار نہیں دیا جاسکتا :- (باقی آئندہ)

باب الاستفسار

”ہر چند یار ہر ماہ ایک سوال بلا معاوضہ درج کرا سکتے ہیں۔ جو صاحب خریدار نہ ہوں وہ فی سوال چار آنے لہر، جریدہ کی اعانت کیلئے حجت فرما کر درج کرا سکتے ہیں۔ رسالت کا جواب دوسرے ماہ میں درج نہ کر گیا۔ علمائے کرام کی خدمت میں درخواست ہے۔ کہ اپنے جوابات ارسال فرما کر ممنون فرمایا کریں۔“ (مدینہ)

۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا ثبوت درکار ہے کتب مذہب شیعہ میں بھی اس کا ذکر کسی جگہ موجود ہے یا نہیں؟ (حافظ محمد دین ضلع لالیپور)

۲) وفات کے موقعہ پر جب تعزیت کیلئے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ تو فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟ اس کی سند ارشاد ہو۔ کیا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی کبھی ایسا ہوا ہے؟ (غنائت اللہ لکھا نوالی)

۳) قرآن کریم کا سننا اور پڑھنا اور بطور تعزید لکھ کر دینا اور اس پر اور کچھ ہدیہ وصول کرنا جائز ہے یا ناجائز۔ اور کیا ایسا ہدیہ کھانا جائز ہے؟ (حسین یار نمبر ۳۳۴)

۴) بکھوڑا اور گوہ حلال ہے یا حرام؟ (احمد اویں صاحب ضلع جھنگ)

تشکر و امتنان

ماہ نومبر و دسمبر ۱۹۳۴ء میں حسب ذیل اصحاب نے من انصاری الی اللہ کی صدا پر لبیک کہا اور اپنے عطیات سے حزب الانصار کو ممنون فرمایا۔

یہ رقوم ارکان کی مستقل ماہواری عطیات کے علاوہ ہیں۔

جناب نواب خان صاحب پدھری لکھنؤ۔ جناب مختار احمد صاحب جھامدیاں غلہ۔ میان محمد عظیم صاحب پادپور۔ خواجہ نصیر احمد صاحب عمیر۔ ملک محمد رفیق صاحب تھان غلہ۔ حاجی محمد حید صاحب خواجہ مہتمم بھیرہ۔ خواجہ احمد دین صاحب جلم غلہ۔ پیر غلام حید لانی صاحب تے۔ مولانا محمد مسلم صاحب سنگو۔ ملک برتھائی۔ بابو عبدالرحمن صاحب ٹک وال غلہ۔ حافظ محمود صاحب ڈھوک سہارن غلہ۔ جناب غلام دستگیر خان صاحب بچود جالندھر تے۔ رقاد بخش صاحب مدرس چک نمبر ۱۱۱۔ عمیر۔ منشی احمد شاہ صاحب شیم کاٹڈی وال تے۔ سکندر خان صاحب ٹھیکیدار بھیرہ تے۔ محمد امین صاحب پراچہ دھڑیالہ عمیر۔ منشی فضل الہی صاحب پھراٹ غلہ۔ حضرت صاحبزادہ قبلہ محمد مقبول الرسول صاحب سجادہ نشین لکھنؤ تشریف لے۔ مولانا محمد دین صاحب ڈسکہ تے۔ خواجہ عبدالحید صاحب جلی تے۔ محمد صدیق صاحب آبادان ملک ایران تے۔ حاجی میان محمد حید صاحب مہتمم تے۔

حم اللہ خیر الخیر۔ اس عرصہ میں جب ذیل اصحاب نے جریدہ شمال اسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ لیا۔
دن فرمایا۔

نوی عبد الغفور صاحب بہاول پور ۴۔ ماسٹر عبد الحق صاحب عارف چک ۲۳ ضلع لکیپور ۱۔ مولوی عبد الحمید
جب بہاول پور ۱۳۔ مولانا زہد عاقل شاہی میسور ۱۔ مولوی احمد دین صاحب بنجار والا ۱۔ مولوی
اسلم صاحب سگولک برہما ۲۔ مولانا حمید الدین صاحب جالندھر ۱۔ جنہم اللہ خیر الخیر ۱۔

دارالعلوم غزنیہ کا داخلہ شوال سے شروع ہوگا

دارالعلوم غزنیہ بیرو میں طلباء کا داخلہ رمضان المبارک کی تعطیلات کے بعد
شوال ۱۳۵۳ھ سے شروع ہوگا۔ طالبانِ علوم دینی مقررہ تاریخ پر جامع مسجد بیرو میں پہنچ جائیں۔
یہ مقررہ تعداد بڑی ہونے کے بعد داخلہ بند کر دیا جائیگا۔ جو طلباء ماہ شوال کی ۲۵ تاریخ تک دارالعلوم
کا حاضر نہ ہونگے۔ ان کا داخلہ بشرط گنجائش ہو سکیگا۔ سال آئندہ میں تبلیغ کلاس کے افتتاح
بھی فیصلہ کیا گیا ہے جس میں فارغ التحصیل طلباء اور انگریزی تعلیم یافتہ قابل اشخاص کو تبلیغ اسلام اور
اسب باطلہ کے ساتھ مناظرہ و مباحثہ کیلئے تیار کیا جائیگا۔ تبلیغ کلاس یا دارالبلغین کا افتتاح یکم محرم
۱۳۵۴ھ کو ہوگا۔ جو اصحاب دارالبلغین میں داخل ہونا چاہیں۔ وہ اپنی درخواستیں یکم ذوالحجہ سے پہلے بھیج دیں۔
یہ طلباء کو خرب انصار کی طرف سے ماہانہ وظیفہ بھی رشتہ گنجائش دیا جائیگا۔ اربابِ کرم اور خیر حضرات کا فرض ہے
اس کا ریخیر میں خرب انصار کی امداد کریں۔ ہر شہر کی مقتدر اسلامی جماعتیں اپنے خیر سے ایک ایک مبلغ
بجھ سکتی ہیں۔ اس اہم اسلامی خدمت میں جو لوگ حصہ لینا چاہیں۔ وہ اپنے ارادہ سے جلدی مطلع فرمائیں۔
دارالبلغین کیلئے فی الحال کم از کم ڈیڑھ سو روپیہ اسوار درکار ہے۔ تعلیمی نصاب دو سال کا مقرر کیا گیا
ہے تعلیم حاصل کرنے کے بعد طلباء امتحان میں کامیاب ہوں گے۔ وہ اپنی خواہش پر خرب انصار کی طرف سے
بلغ کے اہم فریضہ کی ادائیگی کیلئے معقول مشاہرے پر مقرر کئے جائیں گے۔ فی الحال دارالبلغین کے
نئے وٹل طلباء لینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس کی کامیابی کا دار و مدار غریب مسلمانوں کی مالی امداد اور عطیات
ہی ہے۔ خدا کے بھر دوسرے کارکنانِ خرب انصار اس کے لئے غم کر چکے ہیں۔ وماذا لک علی اللہ عز و
وجلانا ولعم الصبیحہ

سری گذارشات: ذرا جن اصحاب کی میعاد خریداری ختم ہو چکی ہے براہ کرم زرخندہ بذریعہ منی آرڈر روانہ
فرما کر نمونہ فرمائیں۔ ذرا جن اصحاب کی خدمت میں بائید قبولیت رسالہ مفید بھیجا
نیا ہے وہ بھی اس غرض دینی خدمت کے لئے خرب انصار کی اعانت کی غرض سے اپنا زرخندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ ورنہ
پنہ عندیہ سے بذریعہ کارڈ مطلع فرمائیں۔ خریدان کی خدمت میں اتنا ہے کہ بوقت خط و کتابت جتنے کارحوالہ دینا مفید ہوتا ہے۔
خاکار (منیجری)

گلدستہ اخبار

خوشاب۔ ۲۵ مارچ میں مقام محکمہ میرزاٹیوں کے ساتھ علمائے اسلام کا فیصلہ کن مناظرہ ہوا تھا جس میں سات میرزاٹیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ قادیان کے میرزا علی خلیفہ کے ارکان انھوں نے اعلان کیا تھا کہ اس مناظرہ کے نتیجہ میں ۵۲ آدمیوں نے اہل سنت اختیار کر لی ہے۔ جو تیس سال اسلام میں میرزاٹیوں کے اس دل کا تار پوا بھیرا گیا تھا، مگر میرزاٹیوں نے جرحہ اپنے اخبار کی اطلاع کو دینی آسانی سمجھا۔ خوشاب کے مسلمانوں اور میرزاٹیوں میں بھی ایسی ہی چھکلا برپا ہوا۔ فریقین نے سیٹھ عبدالرسول صاحب بیرون کشنر خوشاب کے اپنا ثناء مقرر کیا۔ اور ہر فرقہ نے چاس بچاس دویسہ ان کے پاس بمداہنت جمع کر دیا۔ سیٹھ صاحب کو اختیار دیا گیا کہ وہ بعد تحقیق جو فریق کو ترجیح دے اس کے حق میں فیصلہ دیکر دویسہ بھی اس کے حوالے کر دیں۔ سیٹھ صاحب نے دینی علماء میرزاٹیوں سے وابستہ تھے۔ مگر الحمد للہ کہ سیٹھ صاحب نے آخر کار ماہ اکتوبر ۱۳۵۵ء میں اپنا فیصلہ صادر فرمایا۔ جو طبع ہو کر ہمارے پاس بھی موصول ہوا ہے۔ سیٹھ صاحب کا مل تحقیقات اور جو کہ میرزاٹیوں کے حلفیہ بیانات دیکر فیصلہ کیا ہے کہ اخبار الفضل کا بیان سراسر کذب و افتراء پر مبنی ہے۔ اور اس طرح اس اخبار نے اپنے الزام ہونیکا ثبوت ہم بچا پایا ہے۔ سیٹھ صاحب کے فیصلہ کی بنا پر مسلمانوں نے تبلیغ بچاس دویسہ میرزاٹیوں سے حاصل کر لیا ہے جو کسی کار خیر میں ضرر ہوگا۔ نوش کے میرزاٹیوں کے دلوں پر اس رقم کے چاہیکا گہرا اثر ہو گیا۔ اس سے پہلے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مقام لدھیانہ میرزاٹیوں سے تین صد دویسہ انعام وصول کر چکے ہیں۔ امید ہے کہ آئندہ میرزاٹیوں کو کسی جگہ انعام کی شرط لگانا محض صلف ہوگا۔

سیال شریف۔ حضرت علامہ عین الدین صاحب عمیری ۲۵ رجباً سال شریف میں دفن ہوئے ہیں۔ حضرت قید سجادین صاحب نے میرزا محمود کو فیصلہ کن مناظرہ کر لیا۔ چیلنج دیا تھا۔ مگر میرزا نے حلقوں میں کال سکوت طاری ہے۔ سیال شریف کو مسلمانان پنجاب کا اصلاحی تبلیغی مکتب مرکز بنا

ہے۔ جلسہ زیر غور ہے۔ جامع اسلامیہ کا افتتاح دو دیگر مفید تجاویز پر روزہ ۵ شوال کی مجلس شوریٰ میں غور و خوض ہوگا۔

بھٹنور۔ دارالعلوم غریزیہ رمضان المبارک کی تعطیلات کے بعد ۵ شوال کو کھڈیگا۔ مولانا عبدالحق صاحب کھڈیگاوی اڈل مدرسہ ہی اسی ایجنٹ بنج جائیں گے۔ گوکرواچھو۔ مولوی سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری احرار تبلیغ کا نفرین قادیان میں تقریر کر کے بنا پر گرفتار کر لئے گئے تھے۔ ان کے مقدمہ کی پیش محضرٹ کی عدالت میں سماعت ہو رہی ہے۔ مولوی صاحب پر محضرٹ نے فرد جرم عائد کر دی ہے۔ میرزاٹیوں اور پولیس کے تین آدمیوں کی شہادتیں ہو چکی ہیں۔ مقتد و کلام مقدمہ کی پیری کر رہے ہیں۔ مسلمان ہر جگہ کہا

مقدمہ میں مسلمانوں کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔
مصر۔ جامعہ ازہر قاہرہ نے عالم غیر میں اسلام کی تبلیغ کا تہیہ کر لیا ہے۔ جامعہ ازہر کے طلباء کو آئندہ انگریزی تعلیم کے علاوہ چینی و جاپانی زبانوں کی بھی تعلیم دی جائیگی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ان کو مشرق بعید میں اسلام کی تبلیغ کے لئے بھیجا جائیگا۔ علمائے مصر کا ایک وفد اس وقت جاپان میں اسلام کی تبلیغ کر رہا ہے۔

جسٹس جی۔ ڈاکٹر اصل ارسلان صدر جماعت اسلامیہ برلن بھیجی تھی صدر شہان المسلمین برلن سیکرٹری برلن و نیورٹری و دیگر مسلمانان جرمنی نے اعلان کیا ہے۔ کہ جرمنی میں میرزاٹیوں کی طرف سے تبلیغ اسلام کی اطلاعات محض بے بنیاد ہیں۔ میرزاٹیوں کی مسجد کیسے ترکی و مصری مسلمانان تعیم جی نے ۱۰ ہزار مارک چندہ دیا تھا۔ مسجد ۲۵ گز لمبی اور ۱۰ گز چوڑی ہے۔ اس میں باقاعدہ نماز پنجگانہ کا آجنگ انتظام نہیں ہوتا۔ مولانا عبد اللہ میرزا نے امام نے آجنگ کسی سلامی خدمت میں حصہ نہیں لیا۔ مسلمانان جرمنی کی غایت رحمت اسلام کی مساعی سے کئی اشخاص مسلمان ہو چکے ہیں۔ میرزاٹیوں کو دلوں کے مسلمانوں یا نو مسلموں میں کتنی قسم کا اقتدار حاصل نہیں ہے۔
بخارٹ (روانیہ) کے دارالسلطنت بخارٹ کی جامعہ مسجد میں جمعہ کی نماز نمازین تعیم مصری غیر متعیمہ و مانیکہ کی اقتدا میں ادا کی۔ مولانا زکی شریف ہوئے مسلمان بے حد خوش و خرم تھے۔

میرزا سید کے رد میں لاجواکتابیں

ختم رسالت :- مؤلف ماسٹر محمد مسلم صاحب بی بی
لاہور کے اس کتاب میں نہایت مہذبانہ پیرایہ میں میرزا کیوں
تمام دلائل کی تردید کی گئی ہے اور عقلی و نقلی دلائل سے
ثابت کیا گیا ہے کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم
بعد کی قوم کا کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا قیمت ۱۲

مقابلہ پاکٹ بک :- مولوی فاضل ایڈیٹر مباحہ
کے نام نامی سے برکھاپڑھا آدمی واقف ہے مولانا
مسلح قادیانیوں کے زبردست مبلغ تھے آپ نے
قادیانیت کے قطع تعلق کے بعد قادیان کے سرستہ رازوں
کا انکشاف اس جرأت سے کیا کہ قادیان کے درو دیوار
لڑ گئے میرزائیوں کے قصہ خلاف میں چلیں چک گئی۔

آپنے حال ہی میں میرزائیوں کی پاکٹ بک کے جواب
میں مقابلہ پاکٹ بک تصنیف فرما کر مسلمانوں اور
عظیم فرمایا ہے سائز جیسی نہایت خوشنما جلد جس پر
شہری خوف میں کتاب کا نام لکھا ہوا ہے اس کتاب
میں میرزائیوں کا رد و دلشیں پیرایہ میں بطرز جدید
کیا گیا ہے مولانا مسیح قادیانی لکھنے سے خالص قیمت
لکھتے ہیں اسے یہ کتاب یقین اسلام کیلئے بے حد

مفید ثابت ہوگی قیمت ۱۲
تحفہ میرزا سید :- یعنی جریدہ شمس السلام
کے دسمبر ۱۳۳۷ء کا ایڈیشن جو قادیان غیر کے
نام سے موسوم ہوا تھا اس میں نہایت عمدہ
مضامین و قادیانیوں کے رد میں دست ہوئے
ہیں۔ قیمت ۴

ختم نبوت :- مؤلف مولوی ابوالنور محمد بشیر صاحب
کوٹلی اور ان ضلع سیالکوٹ۔ اس کتاب میں فاضل
مؤلف نے میرزائیوں کی پاکٹ بک میں سے اجائے
نبوت کے دلائل کا دندان شکن جواب دیا ہے قیمت
۱۲

بارقمہ غنیغنیہ :- میرزائیوں کی بائعہ نازکتاب
تقیہات پر نقد و تبصرہ قیمت ۲
مؤلف جناب سید حبیب صاحب
تحریر قادیان
مالک اخبار سیاست
لاہور۔ قادیانیوں کے عقائد پر کچل تبصرہ اور رد قیمت ۱۲
میرزا جی کی تحریروں میں اس قدر
اختلافات میرزا

پڑھنے والا حیران رہ جاتا ہے یہی اختلاف باقی ان
کے کذب پر روشن و واضح ہیں ہے۔ بڑے بڑے میرزائی
یس کچرا اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے سر کھلانے
لگتے ہیں اور ان کی ہون پر ہر سکوت لگ جاتی ہے۔
مولوی حبیب اللہ صاحب ادرسی نے اس موضوع
پر ایک رسالہ لکھا ہے جسے حزب الانصار بھیر
کے رضا کار محفوظ الحق صاحب نے اسلامی خدمت کی غرض
سے طبع کرایا ہے قیمت ایک آنہ اسلامی انجمن ودیگر
مخیر حضرات تبرع تبلیغ مفت تقسیم کرنے کیلئے تین پے
سنگڑہ کے حساب سے طلب کر سکتے ہیں :-
جلد نمبر کے ملنے کا پتہ :-

مینجر صمدیہ مس الام بھیرہ پنجاب

ان کتابوں کا سہنی حنفی دکھریں جو دہنا ضرور

آفتاب اہل بیت :- مؤلف شیر اسلام مولانا ابوالفضل دبیر۔ اس کتاب میں مذہب شیعہ کی حقیقت کا مل طور پر واضح کیا گیا ہے۔ شیعوں کے جملہ مطاعن شیعوں کی فتنہ کے گھناؤنے مسائل شیعوں کے اصول و فروع اہل بیت کی صداقت پر قرآن و حدیث اقوال ائمہ سادات دکتب شیعہ کے حوالہ سے پرزبردست دلائل بیان کئے گئے ہیں اس کتاب کی موجودگی شیعہ کے مقابلہ میں زبردست حربہ کا کام دیتی ہے مجتہدین شیعہ اس کے جواب عاجز آچکے ہیں شیعہ کے جملہ اعتراضات کے دندان شکن جواب دیئے گئے ہیں۔ قیمت تین روپیہ ... دسے

السنن المسلول ابوالفضل دبیر نے مسئلہ خلافت پر حرکتہ الآرا بحث کر کے خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت حقہ کو قرآن مجید کی آیات سے ثابت کیا ہے۔ اس کتاب میں فیض باری اور تفسیر واری اودائیکہ مذہب شیعہ کے رسالے بھی شامل کئے گئے ہیں علامہ مصطفیٰ مجتہد مذہب شیعہ کا فتویٰ دوبارہ عدم نواز بدعات محرم بھی شامل کیا گیا ہے۔ قیمت آٹھ آنہ

اجتناب الحنفیہ :- اس رسالہ میں علمائے اسلام کے فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں میں لائیں اصح و برہن قاطعہ سے فرقہ شیعہ کا ارتداد اور شیعہ و میرزائی سے سنی عورت کا ناجائز ثابت کیا گیا ہے حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت **حقیقت تشیع :-** اس میں مذہب کے سرسبز راز کا انکشاف کیا گیا ہے۔ اور ثابت کیا گیا ہے کہ شیعہ مذہب کا تمام دار و دار پر ہے۔ مؤلف مولانا پیر طیب شاہ صاحب۔ قیمت **علمی جواب ستر گزشتہ چار سال کے رسالے** شمس الاسلام کے کچھ پرچے موجود ہیں یہ رسالے جلد یاب ہو جائیں گے۔ اور کچھ قیمت پر نہ شائقین رعایتی قیمت پر مرنی پرچہ کے حساب سے

سکتے ہیں۔ **مذکرہ مشائخ بگوہ :-** پنجاب کے مشائخ نامور علی خاندان کے تاریخی مستند حالار حضرت مولانا محمد نصیر الدین صاحب سید رحمۃ اللہ علیہ حیات طالعہ کی تین نوشتہ حضرت اس سال کو قیمت ۴۰

سورائے میرزا :- مؤلف حاجی حکیم ڈاکٹر علی صاحب اس رسالہ میں طیب لائیں اور میرزا صاحب کی تحریرات سے ثابت کیا کہ میرزا غلام احمد قادیانی نبی تھے نہ سچ نہ مجاہد تھے اور نہ ہی ولی بلکہ مرض نالینویا کے مریض تھے۔ ان کے کل الہامات اور محض مرض نالینویا کے باعث تھے۔ یہ رسالہ بارہ مہینہ طبع ہوا ہے جس میں فاضل مؤلف نے میرزا کی بعض تحریریں دندان شکن

پاکستان میگزین صریحہ مسالام بحیرہ پنجاب :- باہتمام مولانا جگدگوی ایڈیٹر پرنٹر پبلشر مولانا سید علی علی صاحب نے چھپ کر دفتر شمس الاسلام میرہ پنجاب سے شائع ہوا